تقویۃ الایمان

میں

تحریف کیوں؟

مولانا محمد علی رضا قادری برکاتی

الدار السنیۃ
ناگپاڑہ - بمبئی

تقویت الایمان

میں

تحریف کیوں؟

مصنف: مولانا محمد علی رضا قادری برکاتی

ناشر: الدّارُالسُّنّیہ

95، اُندریا اسٹریٹ، ناگپاڑہ، ممبئی. 400008

فون: 343 98 63

نام کتاب	: تقویت الایمان میں تحریف کیوں؟
مصنف	: محمد علی رضا قادری برکاتی
تصحیح	: مولانا عبدالمبین نعمانی مصباحی
مقدمہ	: ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی
سن اشاعت	: ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء
ناشر	: الدّارُ السنّیہ / فقیہ ملت دار الاشاعت بھیونڈی
قیمت	: -/24 (چوبیس) روپے

نوٹ: یہ کتاب انٹرنیٹ پر www.fikreraza.net ویب سائٹ پر بھی دستیاب ہے۔

بتعاون خصوصی:

محمد شفیق عبداللطیف مومن 250 کوٹر گیٹ بھیونڈی

ملنے کے پتے:

☆ اجمیری بک ڈپو، ۱۶۷، ڈم ٹمکر روڈ، ناگپاڑہ، ممبئی ـ ۸

☆ اقراء بک ڈپو، محمد علی روڈ، ممبئی ـ ۳

☆ ناز بک ڈپو، بھنڈی بازار، ممبئی ـ ۳

☆ نیو سلور بک ایجنسی، بھنڈی بازار، ممبئی ـ ۳

☆ مکتبۃ المدینہ، مینارہ مسجد، محمد علی روڈ، ممبئی ـ ۳

شرفِ انتساب

طالب دعا اپنی اس حقیر سی کاوش کو امیر دعوت اسلامی، پیارے باپا، جناب الیاس عطار قادری دامت برکاتہ العالیہ کی نذر کرتا ہے۔ جن کی کوششوں اور محنتوں سے مجھ جیسے نہ جانے کتنے سنیت کے قریب آئے، نہ صرف آئے بلکہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ لائے۔ مولیٰ عزوجل امیر دعوت اسلامی کا سایہ تا دیر ہم گنہ گاروں پر قائم رکھے۔ آمین، بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

طالب دعا

محمد علی رضا قادری برکاتی

تعارفِ مصنّف

از: محمد زبیر قادری

(نام: محمد علی۔ قلمی نام: محمد علی رضا قادری، سلسلۂ نسبت: حضور احسن العلماء سید حیدر حسن علیہ الرحمہ سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ۔ تعلیم: دسویں (میٹرک) جماعت۔ دینی تعلیم: دارالعلوم محمدیہ، حنفیہ، مدرسہ عالیہ کمالیہ اورنگ آباد، جامعہ اشرفیہ غریب نواز ممبرا سے فراغت ۱۴۱۸ھ)

برادرم محمد علی رضا قادری برکاتی (پیدائش بروز اتوار ۷، فروری ۱۹۷۱ء، ۱۰رذوالحجہ، بمبئی) سے پہلی ملاقات احقر کی اس وقت ہوئی تھی جب ہم چند نوجوانوں کے دلوں میں یہ جذبہ بیدار ہوا کہ ہم حقیر سے افراد دین کی کچھ خدمت کریں۔ کچھ نہیں تو کم سے کم اپنے جیسے نوجوانوں کو دین میں صحیح اور غلط سے واقف کرادیں تاکہ نئی نسل وہابیت اور دیگر فرقوں کی گمراہ کن تبلیغ سے گمراہ نہ ہوجائے۔ اس دورِ پُرفتن میں وہابی ایسا فرقہ ہے جس کے مذہب کی بنیادیں منافقت پر قائم ہیں۔ ان کے ہر عمل میں تضاد ہے اور عوام الناس کو یہ اپنی دوغلی حرکتوں سے ورغلا کر گمراہیت کی جانب گھسیٹ لے جاتے ہیں۔ چونکہ اکثریت کا یہ حال ہے کہ وہ دینی علوم سے بالکل ناآشنا ہوتی ہے' اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تبلیغی جماعت والے عوام الناس کے اذہان میں مختلف سوالات پیدا کرتے ہیں۔ جیسے دین میں ہر نئی بات گمراہی ہے اس لیے جو عمل ہمارے رسول ﷺ اور صحابہ کرام نے نہیں کیا وہ ہم کیوں کریں؟...... پہلے تو یہ نیاز فاتحہ قرآن خوانی نہیں ہوتا تھا اب کیوں ہوتا ہے؟...... سعودی عرب میں تو یہ نہیں ہوتا جبکہ وہاں سے اسلام پھیلا پھر یہاں کیوں ہم ایسا کریں؟...... وغیرہ ذہنوں کو الجھانے والے سوالات جب عوام کے اذہان میں ڈالے جاتے ہیں تو وہ شش و پنج (Confusion) میں پڑجاتے ہیں کہ واقعی یہ لوگ جو کہہ رہے ہیں وہ صحیح لگتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عوام میں سے کوئی بھی شخص ان سوالات کو لے کر ہمارے علماء کرام کے پاس نہیں جاتا کہ آیا دیوبندی اور تبلیغی جماعت والے جو یہ کہہ رہے ہیں تو ان کا کیا جواب ہے۔ بس یہیں سے لوگوں کے بھٹکنے کا مرحلہ شروع ہوجاتا ہے۔ آئے دن نت نئے سوالات میں الجھ کر وہ اپنے گمراہ عقائد میں مزید پختہ ہوتے جاتے ہیں۔ ان بدمذہبوں کے زیادہ تر سوالات منطق پر مبنی ہوتے ہیں۔ جیسے فاتحہ کرتے وقت کھانا سامنے کیوں رکھتے ہیں۔ کیا جو آیتیں ہم پڑھتے ہیں وہ اس میں چلی جاتی ہیں؟ درگاہ سے باہر نکلتے وقت ہم صاحب درگاہ کو پیٹھ نہیں دکھاتے جبکہ مسجد سے نکلتے وقت ہم پیٹھ موڑ کر نکل جاتے ہیں حالانکہ مسجد اللہ کا گھر ہے، کیا مسجد سے درگاہ کا رتبہ زیادہ ہے؟ ۱۲، ربیع الاوّل تو

حضور ﷺ کی وفات کا دن ہے اس دن غم منانا چاہیے، خوشی کیوں منائی جاتی ہے؟...... وغیرہ

انہی باتوں کو بنیاد بناتے ہوئے ہماری تنظیم کے سربراہ جناب محمد امجد شیخ نے ہمیں یہ سکھایا کہ کس طرح ہم جماعت والوں کے سوالات کے جوابات انہیں کے انداز میں دے کر ہم انھیں پچھاڑ سکتے ہیں اور خود اُن سے ایسے سوالات کریں کہ وہ بھاگنے پر مجبور ہو جائیں۔ ہمیں اپنی دینی معلومات کا زعم نہیں ہے مگر الحمد للہ ہم نے دیکھا کہ اس طریقہ پر عمل کرتے ہوئے جب ہم نے ان لوگوں کو اپنی دعوت دینا شروع کی تو کوئی بھی جماعت والا ہمارے پاس آنے کی ہمت نہیں کرتا۔ بلکہ بعض مرتبہ ہم نے ان سے ایسے سوالات کر دیئے جس سے وہ اشتعال میں آ کر لڑنے مرنے پر بھی آمادہ ہو گئے جس سے خود ان کی ہرزہ سرائی ہوئی اور ہماری جیت۔

برادرم محمد علی صاحب انہی دنوں ہمارے حلقہ میں شامل ہوئے۔ اس وقت وہ دبئی میں ملازمت کرتے تھے۔ وہ اپنی جوانی کی ابتدائی دور میں ایک ماڈرن اور فیشن پرست نوجوان تھے مگر دعوتِ اسلامی کے ماحول سے متاثر ہو کر ان میں زبردست تبدیلیاں آئیں۔ علم دین سے محبت اور دین کی خدمت کا جذبہ اس قدر بیدار ہوا کہ معاشی حالات تنگ ہونے کے باوجود انہوں نے مختلف مدارس میں جا کر عالمیت کی سند حاصل کر لی اور خدمت دین بھی کرنے لگے۔

امیر دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس قادری سے انہیں والہانہ عقیدت و محبت ہو گئی کہ دعوت اسلامی ان ہی کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ آج لاکھوں افراد دعوت اسلامی کے ماحول میں آ کر نیکی کے راستے پر تو گامزن ہوئے ہی ہیں ساتھ میں بدعقیدوں سے بھی ان کا تحفظ ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مولانا الیاس قادری سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ اور انہی سے انہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے واقفیت بھی ہوئی جبکہ اس سے پہلے وہ جانتے نہیں تھے کہ امام احمد رضا کون تھے؟ ابتدا میں انھوں نے دعوت اسلامی کے مبلغ کی حیثیت سے تھوڑا عرصہ کام کیا مگر معاشی حالات نے انہیں کام چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔

مولانا محمد علی رضا قادری، ایک مرتبہ ''دعوت اسلامی'' کے قافلہ کیساتھ سنّتوں کی تربیت کے لیے اورنگ آباد گئے۔ دورانِ قیام وہاں پر ''ساجد بھائی'' ان سے کافی متاثر ہوئے اور انہوں نے اورنگ آباد میں ایک مسجد کی امامت کی غرض سے انھیں دوبارہ اورنگ آباد بلا لیا۔ محمد علی بھائی، ساجد بھائی کی بہت تعریفیں کرتے ہیں کہ ان کا مجھ پر بہت احسان ہے۔ انہیں کی وجہ سے اورنگ آباد میں قیام ممکن ہو سکا۔ انھوں نے اور ان کے گھر والوں نے ہر طرح سے ساتھ دیا۔ کوئی خونی رشتہ نہ ہونے کے باوجود صرف ایمانی رشتے کی بنیاد پر بالکل اپنوں کی محبت عطا کی اور کبھی کسی کمی کا احساس نہ ہونے دیا۔ ایک اور شخصیت جناب عارف بھائی ''اپنا فُٹ ویٔر والے'' اور ان کے برادران کا بھی

محمد علی بھائی اکثر تذکرہ کیا کرتے ہیں کہ انہوں نے دینی کاموں میں بہت ہمت افزائی کی۔ آج بھی دین کی خدمت میں تعاون کرتے رہتے ہیں اور ''دارالعلوم غوث الوریٰ'' کے بانی ہیں۔

ہماری ملاقات کے کافی عرصہ بعد تحریک فکر رضا کا قیام عمل میں آیا جب ہم نے اہلسنت کے لٹریچر کی اشاعت کا بیڑہ اٹھایا۔ سہ ماہی ''افکارِ رضا'' کی باقاعدہ اشاعت شروع ہوئی تو ہمیں لکھنے والوں کے عدم تعاون کا سامنا کرنا پڑا۔ کیوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے اس ترجمان کو لکھنے والوں کی اشد ضرورت تھی اس لیے احقر نے برادرم محمد علی صاحب سے مضمون لکھنے کی فرمائش کی۔ مضمون کی تکمیل میں موصوف نے تاخیر نہیں کی اور مجھے حیرت ہوئی کہ جس شخص نے کبھی مضمون نہیں لکھا وہ اس قدر اچھا مضمون کس طرح لکھ لایا۔ اُن کا مضمون '' فاضل بریلوی اور نفیِ ظلِ نبی'' اعلیٰ حضرت کی کتابوں کے حوالے سے ایک مفید اور تحقیقی مضمون تھا۔ جو بعد میں ماہنامہ 'اشرفیہ' مبارکپور اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کے سالانہ مجلہ '' معارفِ رضا'' میں بھی شائع ہوا۔ جو کہ ان کی تحریر کی مقبولیت کی بین دلیل ہے۔ اس کے بعد مسلسل مضامین کا سلسلہ شروع ہوا۔

پھر ان کے ذہن میں یہ خیال بیدار ہوا کہ کیوں نہ تقویت الایمان کے مختلف نسخوں پر تحقیق کرکے ان تحریفوں کو سامنے لایا جائے جو کہ ان بد مذہبوں کا پول کھولنے کا کام کرے۔ تقویت الایمان ان بد مذہبوں کے نزدیک صحیفہ کی حیثیت رکھتی ہے اس کے باوجود اس کی ابتدا سے لیکر آج تک اس میں سینکڑوں ترمیمات کی جاچکی ہیں۔ تقویت الایمان کے ابتدائی نسخوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء کرام کی شان میں جو گستاخانہ عبارتیں تھیں ان کو بہت حد تک بدل دیا گیا ہے۔ اُس وقت جب ہمارے علماء کرام کہتے تھے کہ ان عبارتوں کو نکال دو تو یہ حضرات ان کے جواز میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے تھے لیکن آج تقریباً تمام عبارات ہی تبدیل کردی گئی ہیں۔ ہمیں یہ بتایا جائے کہ جب ان حضرات کے نزدیک یہ عبارات گستاخانہ نہیں تھی تو انہیں تبدیل کیوں کیا گیا؟

کتاب سے متعلق ہماری جماعت کے جید محقق اور نوجوان عالم دین ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب نے ایک بھر پور مقدمہ لکھا ہے اس لیے احقر کچھ زیادہ لکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ قارئین کتاب کا مطالعہ کھلے دل سے کریں تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوجائیں گے کہ فی الحقیقت وہابی مذہب، منافقت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

مولیٰ تعالیٰ مصنف کی اس کاوش کو قبول فرما کر ہماری ہدایت کا سبب بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پیش لفظ

از: ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم

صدر شعبہ علوم اسلامیہ، ہمدرد یونیورسٹی۔ نئی دہلی

شاہ محمد اسماعیل دہلوی (م ۱۲۴۶ھ) حضرت شاہ عبدالغنی کے بیٹے، حضرت شاہ عبدالعزیز کے بھانجے اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے پوتے تھے۔ ۱۲، ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ مطابق ۲۹، اپریل ۱۷۷۹ء کو اپنے ننھیال ''پھلت''، ضلع مظفر نگر یوپی اور بقول بعض سوانح نگار دہلی میں والد ماجد کے گھر ولادت ہوئی۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور خانوادہ کے دیگر علماء کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کر کے علوم متداولہ کی تکمیل کی اور جب پڑھ لکھ کر فارغ ہو گئے تو اشاعتِ توحید کے نام پر تبلیغ و وعظ کی مجلسیں منعقد کرنے لگے۔ اپنے فکر و خیال کے فروغ کیلئے مناظرے کئے اور اشہبِ قلم کو بھی مہمیز کیا۔ سب سے پہلے ان کے نوک قلم سے ''ردّ الاشراک'' نام سے ایک کتاب عربی زبان میں منظر عام پر آئی جسے نواب صدیق حسن خاں نے ''قطب الثمر'' کے ساتھ شائع کیا اور احادیث کی تخریج کر کے اس کا نام ''الادراک بتخریج احادیث ردالاشراک'' رکھا۔ ''تقویت الایمان'' نامی کتاب انہیں آیات و احادیث کے پہلے حصہ کا تشریحی اردو ترجمہ ہے۔ ''تحقیق الفتویٰ'' کے مصنف حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کے بقول یہ کتاب ۱۵ ای محرم الحرام ۱۲۴۰ھ میں لکھی گئی (☆۱) اور اس کی پہلی اشاعت ''دائرۃ المعارف الاسلامیہ'' کے مطابق ۱۸۴۷ء میں مطبع دار الاسلام دہلی سے ہوئی۔ اور ''ردّالاشراک'' کا دوسرا حصہ مولوی محمد سلطان کے تشریحی ترجمہ کے ساتھ ''تذکیر الاخوان'' کے نام سے شائع ہوا۔ (☆۲)

شاہ اسماعیل دہلوی کی تمام تصانیف میں اس کتاب کو بڑی شہرت ملی ۔ اس میں شفاعت، اشراک فی العبادات، اشراک فی العادات، اشراک فی التصرف اور اشراک فی العمل جیسی کئی ایک اہم بحثیں ہیں۔ ان تمام مباحث کا ماحصل اور لب لباب یہ ہے۔

۱۔ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تذلیل و توہین،
۲۔ کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہونے والی قرآنی آیتوں کو مسلمانوں پر چسپاں کر کے انہیں بے دریغ کافر و مشرک قرار دینا۔

اس کتاب کے منظرِ عام پر آتے ہی مذہبی دنیا میں زلزلہ پیدا ہو گیا کیونکہ لب و لہجے میں جس قدر شدت اختیار کی گئی تھی اس سے ملتِ اسلامیہ کے درمیان افتراق و انتشار کا ہونا لازمی امر تھا اس کتاب میں کس قدر شدت برتی گئی تھی اس کا اظہار اور اعتراف مشہور غیر مقلد عالم نواب وحید الزماں نے "ہدیۃ المہدی" نامی کتاب میں ان لفظوں میں کیا ہے۔

"ہمارے بعض متاخرین بھائیوں نے شرک کے بارے میں بہت شدت اختیار کی ہے اور اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا ہے اور مکروہ یا حرام امور کو شرک قرار دے دیا ہے۔" (☆۳)

پھر نواب صاحب نے اسی کتاب کے حاشیہ میں ان بعض متاخرین بھائیوں کی خود ہی وضاحت بھی فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"وہ شیخ عبدالوہاب ہیں جنہوں نے ان اُمور کو شرک قراد دیا جیسا کہ اہل مکہ کی طرف ارسال کردہ اس کے بیٹے محمد اور پوتے عبداللہ کے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے اور مولانا اسماعیل شہید نے "تقویۃ الایمان" میں اکثر امور میں اس کی پیروی کی ہے۔" (☆۴)

وہابی تحریک کے بانی شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ایسی مخرب عقائد کتاب کیوں لکھی اور پھر وہ کتاب شاہ اسماعیل دہلوی کے ہاتھ کس طرح لگی اس میں تفصیل ہے جس کا اجمال ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

۱۲۱۸ھ/ ۱۸۰۳ء میں عرب میں وہابی حکومت قائم ہو گئی تو انہوں نے وہاں کے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے۔ والی مصر محمد علی پاشا کو ان کا یہ جبر و تشدد دیکھ کر جب نہ رہا گیا تو اس نے ۱۲۲۷ھ/ ۱۸۱۲ء میں وہابی حکومت پر دھاوا بول دیا اور پوری طرح اس حکومت کا نظام درہم برہم کر دیا اس سے وہاں کے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور اس خوشی کے اظہار میں ان لوگوں نے والی مصر کو روضہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قیمتی ریشمی چادر پیش کی۔ مگر وہابی چونکہ ہمیشہ انگریزوں کے وفادار رہے لہٰذا انھوں نے انگریزوں کے تعاون سے اپنی بکھری ہوئی ساکھ کو دوبارہ یکجا کرنا شروع کر دیا جس میں انہیں کامیابی ملی اور

پھر وہ دوبارہ ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء میں عرب پر قابض ہو گیے۔ زمامِ اقتدار سنبھالتے ہی انھوں نے اپنے مذہب اور معتقدات کی نشر و اشاعت کا ایک منظم منصوبہ تیار کیا اور اس مد میں کروڑوں ڈالر مختص کیئے۔ آج ہندوستان میں مذہب کی نشر و اشاعت کے تعلق سے سعودی ریال کی جو ریل پیل نظر آ رہی ہے یہ اسی منصوبے کا ایک حصہ ہے۔ انھوں نے اس پروگرام کے تحت اپنے معتقدات کی نشرواشاعت کے لئے متعدد زبانوں میں ڈھیر سارے لٹریچر تیار کیئے اور حجاج کرام کو بطور تحفہ دے کر پوری دنیا میں پھیلانا شروع کر دیا۔ اور جب شاہ اسماعیل دہلوی، سید احمد رائے بریلوی کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ پہنچے تو تحفہ میں انھیں بھی وہاں ''کتاب التوحید'' اور اس کے ساتھ متعدد کتابچے ملے۔ (۵☆)

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد شاہ اسماعیل دہلوی مسلک وہابیت سے بے حد متاثر ہوئے اور مسلک کے فروغ کے لئے ان دونوں نے ایک حکمت عملی تیار کی۔ سید احمد رائے بریلوی نے خاموشی کے ساتھ سیدھے سادے مسلمانوں کو مرید کرنا شروع کر دیا اور شاہ اسماعیل دہلوی وعظ و تقریر کے ذریعہ نجدیت کا پرچار کرنے میں لگ گیے۔ اور اس وعظ و تبلیغ میں انداز وہی اختیار کیا جو ''کتاب التوحید'' کے مصنف شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا تھا۔

''آئین وہابیت'' کے مصنف استاد جعفر سبحانی لکھتے ہیں:

> ''محمد بن عبدالوہاب نجدی لوگوں کو اپنی غلط توجیہات پر مبنی توحید کو قبول کرنے کی دعوت دیتا اور جو لوگ اس کی دعوت کو قبول کر کے اس کے غلط عقائد کو تسلیم کر لیتے ان کا جان و مال محفوظ رہتا جب کہ اس کے برعکس وہ لوگ جو اس کی دعوت کو ٹھکرا دیتے انہیں جنگی کافروں کے زمرے میں شامل کر دیا جاتا اور ان کی جان لینا اور مال لوٹنا مباح سمجھا جاتا۔'' (۶☆)

بالکل ٹھیک یہی طریقہ ہندوستان میں شاہ اسماعیل دہلوی نے اختیار کیا جو ان کے معتقدات سے متفق نہیں ہوئے ان کے مال و متاع کو لوٹنا ہی صرف جائز نہیں قرار دیا بلکہ جہاد کا نام دے کر ان پر تلواریں سونت لیں اور باقاعدہ محاذ آرائی کے لئے ان کے سامنے آ گیے۔ مراد علی نے لکھا ہے۔

> ''اپنے پیرو مرشد سید احمد رائے بریلوی کے ساتھ باضابطہ انھوں نے اہل ایمان سے جنگ لڑی یاغستان کے مسلم حکمران یار محمد خان سے جہاد کیا۔ پھر سکھوں کے سب سے بڑے مخالف سرحد کے جیالے مسلمان پٹھان پائندہ

خاں سے محاذ آرائی کی گئی اسے اپنی بیعت پر مجبور کیا اور جب اس نے بیعت سے انکار کر دیا تو اس پر کفر کا فتوی لگا کر اس پر چڑھ دوڑے مجبوری کی حالت میں پائندہ خان نے سکھوں سے صلح کر ڈالی اور دو بٹالین فوج لے کر نام نہاد مجاہدین کو شکست فاش دی اور اپنے علاقہ سے باہر نکال دیا۔''
(۷☆)

کتاب ''تقویۃ الایمان'' میں محبوب پروردگار سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جو نازیبا کلمات کا استعمال کیا گیا ہے اسے نقل کرتے ہوئے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مگر یہ نام نہاد مسلمان ان عبارتوں کو چھاپتے اور پھر انہیں مفت تقسیم کرتے ہوئے نہیں تھکتے اور ستم بالائے ستم تو یہ کہ دیوبندی مسلک کے بانی مولانا رشید احمد گنگوہی اس کتاب کے رکھنے' پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کو موجب اجر اور عین اسلام قرار دیتے ہیں۔ (۸☆)

''تقویۃ الایمان'' میں کیا ہے نمونہ کے طور پر صرف ایک عبارت ذیل میں نقل کی جارہی ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق اس طرح اس کے مندرجات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

''اور یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔'' (۹☆)

اور

''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرئیل اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے'' (۱۰☆)

اس طرح کی عبارتوں سے پوری کتاب مملو ہے۔ محبوب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تیئں یہی وہ انداز بیان ہے جو افتراق بین المسلمین کا سبب بنا اور ملت کا شیرازہ ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا۔ حالانکہ مصنف کو اس بات کا علم تھا کہ میری اس کتاب سے ملت اسلامیہ میں شورش ضرور پھیلے گی اور جس کا اظہار بھی انھوں نے حلقۂ احباب میں کیا تھا۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

''میں نے یہ کتاب (تقویۃ الایمان) لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس

میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا ہے ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اسکی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی...... گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کہ خود ٹھیک ہو جائیں گے"۔ (☆۱۱)

اجتہادی منصب پر از خود جلوہ فگن ہونے کے بعد شرعی امور میں جس بے باکی اور غیر مجتہدانہ عمل کا ثبوت دیا اور شرک خفی کو شرک جلی لکھ کر جس افتراق بین المسلمین کی بنیاد ڈالی اور اس کے جو خطرناک نتائج بر آمد ہوئے اس کا ذکر یہاں عبث ہے۔ شاہ اسماعیل دہلوی کی اس غیر سنجیدہ روش کا احساس ہر اس شخص نے کیا جس کا دل جذبۂ ملی سے سرشار تھا۔ مولانا سید احمد بجنوری جو دیوبندی مکتب فکر کے مستند عالم سمجھے جاتے ہیں انھوں نے تقویت الایمان کا تجزیہ ان لفظوں میں کیا ہے۔

"افسوس ہے کہ اس کتاب کی وجہ سے مسلمانانِ ہندو پاک جن کی تعداد ۲۰ کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فی صد حنفی المسلک ہیں دو گروہ میں بٹ گئے۔ ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطے میں بھی ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں۔" (☆۱۲)

یہی وجہ ہے کہ علمائے حق نے اس کتاب کی تردید پر کمر کس لی "تقویت الایمان" اور اس کے مندرجات کے تعلق سے تقریباً چھ درجن کتابیں منظر عام پر آئیں۔ خود خانوادہ ولی اللہی کے چشم و چراغ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے شاہ اسماعیل دہلوی کی اس حرکت پر خفگی اور بیزاری کا اظہار کیا۔

مولوی قاضی فضل احمد لکھتے ہیں۔

"مولوی اسماعیل کے تایازاد بھائی شاہ مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب سے بیزاری کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ بڑے عم بزرگوار یعنی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کہ بینائی سے معذور ہو گئے تھے اس کتاب (تقویت الایمان) کو سنا تو یہ فرمایا۔ اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ اثناعشریہ کا سا جواب اس کا ردّ بھی لکھتا۔" (☆۱۳)

خود حضرت شاہ مخصوص اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے "معید الایمان" کے نام سے

"تقویت الایمان" کی تردید لکھی اور دوسرے بھائی حضرت شاہ محمد موسیٰ نے بھی "حجۃ العمل فی ابطال الجھل" (بعض لوگوں نے اس کتاب کا نام "حجۃ العمل فی اثبات العمل فی ابطال الجھل" بھی لکھا ہے۔ انجم) کے نام سے "تقویت الایمان" کا ردّ لکھا۔ خانوادۂ ولی اللھی سے ہٹ کر سب سے پہلے جس شخص نے ناموس رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لئے شاہ اسماعیل دہلوی کے معتقدات کا ردّ بلیغ کیا وہ بطل جلیل مجاہد آزادی حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انھوں نے "تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ" اور "امتناع نظیر" کے نام سے یکے بعد دیگرے دو کتابیں لکھ کر شاہ اسماعیل دہلوی کے معتقدین میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے اس عمل سے شاہ صاحب کے کچھ معتقدین ناراض ہوئے اور بے ساختہ کہہ اٹھے۔

"فضل حق خیر آبادی نے امتناع نظیر خاتم النبین، اور امکان نظیر کے بارے میں شاہ اسماعیل شہید سے نزاع چھیڑ لی جو بالکل بے محل تھی۔"

شاہ صاحب کے حلقۂ معتقدین سے اس قسم کے ردعمل کا ہونا یقینی امر تھا حالانکہ جب یہ کتاب (تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ ۱۸۲۵ء) منظر عام پر آئی تو دوسرے علمائے حق کے علاوہ خود حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سترہ نامی گرامی شاگردوں نے اس پر مہر توثیق و تصدیق ثبت کر کے شاہ اسماعیل کے معتقدات سے برہمی اور علامہ خیر آبادی کے افکار و نظریات سے ہم آہنگی کا اظہار کیا۔

"تقویت الایمان" سے عوام کی نفرت و بیزاری کا سلسلہ طشت از بام ہو گیا تو ادھر پچھلے کچھ سالوں سے ان کی عبارتوں میں تحریف و ترمیم کے ذریعہ ان کے باطل معتقدات کو توڑ مروڑ کر کے پیش کرنے کا ایک منصوبہ تیار کیا اور اس منصوبہ میں شاہ صاحب کے علاوہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اور اس خانوادہ کے دیگر اکابر علماء کو بھی شامل کیا گیا۔ اس عمل میں اس قدر تیزی دکھائی گئی کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عبارتوں میں تحریف و ترمیم کے ذریعہ برصغیر کے تقریباً اسی فی صد مسلمانوں کو ان کے مذہبی افکار سے متنفر کر دیا گیا۔ مگر علمائے دیوبند کی اس منصوبہ بند سازش کا عقدہ اس وقت کھلا جب ان کے معمولات و معتقدات پر مشتمل حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی جو شاہ ولی اللہ دہلوی کے ممیرے بھائی تھے ان کے نوک قلم سے شاہ صاحب کی مستند ترین سوانح "القول الجلی" اپنی تصنیف کے دو سو سال بعد منظر عام پر آئی۔ اس کتاب سے اس بات کا انکشاف ہوا کہ

حضرت شاہ ولی اللہ نے اکابر علمائے سلف کے معتقدات سے سر موانحراف نہیں کیا ہے حضرات انبیاء ومرسلین اور بزرگان دین کے تعلق سے ان کا وہی عقیدہ تھا جو حضرت شیخ عبدالحق دہلوی اور دیگر اکابر علماء کا تھا۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی کو جن کی شبانہ روز مساعی سے حضرت شاہ صاحب کے افکار ومعمولات کا معتمد ترین مجموعہ اور حافظ تقی انور علوی کے نوک قلم سے اس کا اردو ترجمہ منظر عام پر آیا۔ اور اس حقیقت کی انھوں نے بخیہ دری کی جو نام نہاد علماء اپنے عقائد کی تائید میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتابوں میں تحریفیں کر کے شائع کر رہے تھے جس سے تقویت الایمانی عقیدے کو تقویت مل رہی تھی۔

واضح رہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مسلک دیوبند سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا جو لوگ مسلک دیوبند کی ابتداء حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے کرتے ہیں وہ تاریخی غلط فہمی کے شکار ہیں۔ حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری استاذ تفسیر دارالعلوم دیوبند نے ''مسلک دیوبند کیا ہے؟'' کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ لکھا جو پہلے ماہنامہ البلاغ کراچی شمارہ مارچ ۱۹۶۹ء ص ۴۹ میں شائع ہو پھر افادۂ عام کی خاطر راقم السطور نے اپنی کتاب ''دارالعلوم دیوبند کا بانی کون؟'' میں بعینہ نقل کیا۔ اس مقالہ میں کشمیری صاحب نے درج ذیل حقیقت کا اعتراف واضح لفظوں میں کیا ہے۔

> ''دیوبند کی ابتدا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کرنے کے بجائے مذکورہ بالا دو عظیم انسانوں (مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی) سے کرتا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ ہماری حدیث کا سلسلہ حضرت شاہ صاحب پر ہی منتہی ہوتا ہے اور آج ہند و پاک میں حدیث وقرآن کے جو زمزمے سنے جاتے ہیں ان میں خانوادۂ ولی اللہی کا براہ راست دخل ہے اس لئے ان کی خدمات جلیلہ کا انکار نہیں ہوسکتا۔ تاہم کم از کم مجھے شاہ صاحب اور دیوبند میں فرق نمایاں اور واضح نظر آتا ہے جس کے بعد دیوبندیت کو ولی اللہی فکر کا سرچشمہ قرار دینے میں مجھے تامل ہے۔''
> (☆۱۴)

جس مسلک کی ابتداء دارالعلوم دیوبند کے ایک مستند استاد کے بقول دارالعلوم دیوبند کے (خود ساختہ) بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی سے ہو ان سے قبل مسلک دیوبند کا رشتہ اکابر علمائے سلف سے جوڑنا کہاں کا انصاف ہے؟ حد تو یہ ہے کہ ملت کے ان نام نہاد علماء نے

حضرت شاہ ولی اللہ سے اپنا رشتہ ہی نہیں جوڑا بلکہ اپنے موقف کی حمایت میں ان کی تصانیف میں تحریفات بھی کرڈالیں۔مگر اس طرح ملت اسلامیہ کو کب تک گمراہ کیا جا سکتا ہے۔ان نام نہاد علماء نے اکابر علماء کی کتابوں میں کہاں کہاں کس طرح تحریفیں کیں اس وقت یہ بحث راقم السطور کے زیر قلم نہیں۔ ''القول الجلی'' کے منظر عام پر آنے کے بعد اس تعلق سے حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی اور حکیم سید محمود احمد برکاتی نے بہت کچھ لکھا ہے۔ ان حضرات کی تحریروں کا مطالعہ سود مند ہوگا۔ اس وقت راقم السطور کے زیر قلم ''تقویت الایمان'' میں تحریف کا مسئلہ ہے۔ پچھلے چند سالوں سے ''تقویت الایمان'' کی عبارتوں میں تحریف وترمیم کا سلسلہ بڑی تیزی سے جاری ہے۔ان نام نہاد علماء کا یہ عمل اس بات کا برملا اعتراف ہے کہ ''تقویت الایمان'' کی تصنیف کے تعلق سے اس کے مصنف پر جو حکم شرعی صادر ہوا وہ صد فی صد درست تھا۔''تقویت الایمان کی عبارتوں میں بغیر اعلان اور اشتہار کے تحریف و ترمیم یقیناً شاہ اسماعیل دہلوی کے حوارئین کی کوئی نہ کوئی سازش ضرور کارفرما ہوگی۔

یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جناب محمد علی رضا برکاتی ، بمبئی کے نوک قلم سے منظر عام پر آئی ہے۔جس کا نام'' تقویۃ الایمان میں تحریف کیوں؟'' ہے۔ یہ کتاب اسی منصوبہ بند سازش کو واشگاف کرنے کی ایک سنجیدہ کوشش ہے۔ کتاب اپنے موضوع پر بھرپور ہے۔ جو لوگ علمائے سو کے تعلق سے کسی خوش فہمی کے شکار ہیں ان کے لئے یہ کتاب یقیناً مینارۂ ہدایت ثابت ہوگی ۔ اور چراغ سے چراغ جلنے کے بمصداق۔ امید ہے کہ اس کتاب کی روشنی میں دوسرے ارباب قلم اکابر علماء کی تصانیف میں ان علمائے سو نے جو تحریفات کی ہیں اسے بھی منظر عام پر لاکر ملت اسلامیہ کو بدعقیدگی کی وبا سے بچائیں گے۔خدا کرے یہ کتاب طالبان حق کے لئے مشعل نور ثابت ہو۔

(آمین ، بجاہ سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین)۔

ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم

صدر شعبۂ علوم اسلامی

ہمدرد یونیورسٹی۔ ہمدرد نگر، نئی دہلی

۲۹ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ/ ۷ مارچ ۲۰۰۰ء

حواشی

☆۱-تحقیق الفتوئی فی ابطال الطغوئی، علامہ فضل حق خیر آبادی، ص ۵۰ مطبوعہ ۱۹۸۸ء

☆۲ - دائرۃ المعارف الاسلامیہ (اردو) دانش گاہ پنجاب لاہور (۲: ۷۵۳)۔

☆۳ - ہدیۃ المہدی، نواب وحید الزماں میور پریس دہلی جلد ۱، ص ۲۶۔

☆۴ - ہدیۃ المہدی، نواب وحید الزماں، حاشیہ جلد ۱، ص ۲۶۔

☆۵ - دیوبندی مذہب، غلام مہر علی چشتی ص ۱۳۱، مطبوعہ لاہور۔

☆۶ - آئین وہابیت، استاذ جعفر سبحانی ص ۲۴ دار الوحدہ ۱۹۹۰ء۔

☆۷- تاریخ تناولیان، مراد علی ص ۴۷، مکتبہ قادریہ لاہور پاکستان۔

☆۸- تقویۃ الایمان، شاہ اسماعیل دہلوی ص ۱۱۸، کمال ہند پریس دہلی ۱۳۶۲ھ۔

☆۹ - تقویۃ الایمان، شاہ اسماعیل دہلوی ص ۲۶، دہلی ۱۳۶۲ھ۔

☆۱۰-تقویۃ الایمان، شاہ اسماعیل دہلوی ص ۵۳، دہلی ۱۳۶۲ھ۔

☆۱۱- ارواح ثلثہ، ظہور الحسن ص ۸۱ طبع سوئم ۱۳۷۰ھ۔

☆۱۲- اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، شاہ ابوالحسن زید فاروقی ص ۵۰۔

☆۱۳- انوار آفتاب صداقت، قاضی فضل احمد کریمی پریس لاہور ۱۹۲۰ء۔

☆۱۳- دار العلوم دیوبند کا بانی کون؟، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم الدار السنیہ بمبئی ۱۹۹۹ء
ص ۱۳۱۔

عرضِ حال

اسلام جیسے مہذب اور کامل مذہب کو ہر طرح سے نقصان پہنچانے کے لئے اعداء دین نے کئی قسم کے فتنے ایجاد کیۓ اور کئی طرح سے اسلام کو نقصان پہنچایا۔ چند حربے تو بیرونی تھے جن سے امت مسلمہ نے بخوبی مقابلہ کیا اور ان حربوں سے اسلام کو نقصان پہنچانے میں مخالفین کامیاب نہ ہو سکے۔ اس لیے ان دشمنوں نے اندرونی ہتھیار اپنائے۔ یہ ہتھیار تھے مسلمانوں کے روپ میں مسلمانوں کے دشمن پیدا کیۓ جائیں جو نام تو اسلام کا لیں لیکن کام اسلام کی مخالفت کا کریں۔

ایسے ہی اندرونی ہتھیاروں اور دشمنوں کے ایجنٹوں میں سے ایک خطرناک ترین ہتھیار ہے ''وہابیت'' جس نے تقریباً ایک صدی سے اس امت کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ اور اسی ''وہابیت'' کی وجہ سے امت مسلمہ بکھر کر رہ گئی ہے۔ ہر گھر میں اختلاف کی دیوارِ چین چنی ہوئی ہے۔

اس فتنہ اور ہتھیار کی شروعات اور تاریخ بیان کرنے کے لیے یہ مختصر سے صفحات ناکافی ہوں گے۔ مختصراً یہ ہے کہ ''تقویت الایمان'' نامی ایک ناپاک کتاب لکھ کر امت کے اتفاق کو تار تار کیا گیا۔ امت کے علماء نے اس اختلاف کو مٹانے کے لئے اس وقت خود مصنف کتاب سے سوالات کیۓ لیکن جواب ندارد۔ اور ڈھٹائی کے ساتھ اپنے ناپاک موقف کو صحیح مانتے ہوئے مصنف اور ان کے ہمنواؤں نے اس کتاب کو عام کرنا شروع کر دیا۔ اس کتاب کی اہمیت وہابیوں کے نزدیک کیا ہے اس کا اندازہ آپ کو آئندہ صفحات کے مطالعہ سے ہوگا۔

طالب دعا نے اس کتاب کے چند ایک نسخے پڑھے تھے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کہ ہر نسخہ میں کچھ نہ کچھ تحریف کی گئی ہے اور عبارات کے ناپاک تیور کو کسی حد تک اور کہیں کہیں بالکل ختم کر دیا گیا ہے۔

''افکار رضا'' میں چند ایک مضامین شائع ہونے کے بعد طالب دعا کا ارادہ تھا کہ اس موضوع پر بھی کچھ لکھ کر ''افکار رضا'' کے ذریعے عوام میں لایا جائے۔ لیکن جب تیاری کرنا شروع کی تو تحریر کی طوالت نے مجبور کر دیا کہ اسے کتابی شکل میں پیش کیا جائے اسی لئے یہ حقیر سی کوشش کی گئی ہے۔

میں یہ تو نہیں کہتا کہ میں نے تمام تحریفات و تبدیلیوں کو جمع کر دیا ہے۔ کئی تحریفات کو دانستہ چھوڑ دیا ہے۔ اور جہاں معنی نہیں بدلے ہیں ان تبدیلیوں کو بھی نہیں چھیڑا ہے۔ اس کتاب میں مَیں نے وہابیت سے چسپاں مشہور عدد چوبیس (۲۴) کے مطابق چوبیس عبارات کو شامل کیا ہے جن میں تحریفات کی گئی ہیں۔

یقیناً راقم کوئی بہت بڑا صاحب قلم نہیں ہے لیکن اس بات کا پختہ یقین ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر قارئین کے سامنے ایک نئی سمت اور وہابیت کا ایک نیا پہلو جلوہ گر ہوگا۔ طالب دعا اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا ہے اس کا اندازہ تو آپ کی ہمت افزائی سے ہی چل سکے گا۔ اس لئے امید کرتا ہوں کہ آپ اس ادنیٰ کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر عام کریں گے۔ اور زیادہ سے زیادہ اسے پھیلانے کی کوشش کریں گے۔

طالب دعا اپنے محترم اور کرم فرما جناب زبیر بھائی (ایڈیٹر ''افکار رضا'') کا تہہ دل سے شکر گذار ہے کہ انہوں نے ہر مقام پر راقم کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ کتابوں کی دستیابی میں مدد فرمائی اور سب سے بڑھ کر تنظیم کے کمپیوٹر کو استعمال کرنے کی اجازت عطا فرما کر بہت بڑی اعانت فرمائی۔ آپ ہی کی بدولت یہ کتاب جناب عبدالمبین نعمانی صاحب اور جناب ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم صاحب کی بارگاہ میں پہنچی۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر کا اجر اپنی رحمت وشان کے مطابق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کے بعد طالبِ دعا حضور مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب دامت برکاتہ العالیہ کا شکر گذار ہے کہ آپ نے جب اس کتاب کے نسخہ کو دیکھا تو بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور طالب دعا کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور نہ صرف یہ کہ مفید مشورے دیئے بلکہ اپنے مصروف ترین اور قیمتی اوقات میں سے وقت نکال کر اس کتاب پر نظر فرمائی اور کئی غلطیوں کی نشاندہی فرما کر راقم کی عزت افزائی کی۔ طالب دعا حضرت کے ان احسانات پر تہہ دل سے آپ کا ممنون ہے۔ اللہ عزوجل آپ کو جزائے کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ناشکری ہوگی اگر میں اراکین ''تحریکِ فکرِ رضا'' کا ذکر نہ کروں جنہوں نے اپنے مصروف اوقات میں راقم کو کام کرنے کی اجازت دی اور ''عمران بھائی'' نے کمپوزنگ کر کے کتاب کو خوبصورت شکل عنایت فرمائی۔ مولیٰ عزوجل تمام اراکین فکر رضا کو اپنی رحمتوں سے مالا مال فرمائے اور دونوں جہان میں ان غلامانِ رضا کو اپنی رضا سے نوازے۔ آمین۔

جناب عبدالمبین نعمانی صاحب کے گراں قدر مشورے واقعی اس لائق تھے کہ ان پر عمل کر کے اس کتاب کو اور بہترین انداز میں پیش کیا جاتا۔ لیکن اوّل تو راقم کی ان کتابوں تک رسائی نہ ہو سکی۔ اور پھر جلد سے جلد اس کتاب کو شائع کرنا تھا (حالاں کہ اس وقت بھی کتاب کافی تاخیر سے آپ کی خدمت میں پہنچ سکی ہے) اس لیے موجودہ صورت میں ہی کتاب کو پیش کر دیا گیا ہے۔ آئندہ کے لیے اگر امداد خداوندی شامل رہی تو حضرت کی ہدایت کے مطابق عمل کر کے تمامی مضامین کو شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب قبلہ دامت برکاتہ العالیہ نے ''پیش لفظ'' کے عنوان سے جو تاریخی اور اہم مقدمہ تحریر فرمایا ہے اس سے کتاب کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ طالب دعا کے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ وہ حضرت کا شکر ادا کر سکے کیوں کہ مجھ جیسے نو وارد کو اوّل تو کوئی قبول ہی نہیں کرتا اور اگر قبول کر بھی لیا جائے تو اس کی اس طرح حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ لیکن حضرت نے اس کے برخلاف مجھ حقیر کی اس ادنیٰ کوشش کو قبول فرمایا اور اس پر اپنی قیمتی اور مبارک آراء کو تحریر فرما کر طالب دعا کی عزت افزائی فرمائی ہے۔ کتاب کی اشاعت میں کافی تاخیر ہوئی ہے۔ اس تاخیر کو دیکھتے ہوئے حضرت نے کئی مرتبہ جناب زبیر بھائی کو اپنے قیمتی خطوط کے ذریعے اس کتاب کی اشاعت کی طرف متوجہ کیا۔ زبیر بھائی نے جب ان خطوط کی زیارت طالب دعا کو کرائی تو دل کی کیفیت کچھ عجیب سی ہو گئی، کہ واقعی اسے کہتے ہیں سنیت کا درد۔ طالب دعا کی کوشش کسی لائق نہیں لیکن حضرت جانتے ہیں کہ اس کتاب سے سنیت کا کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوگا اس لئے اس کی اشاعت کے لئے فکر مند ہیں۔ اور دل سے حضرت کے لئے دعائیں نکلیں۔ مولیٰ عزوجل حضرت کے علم و عمل و عمر میں ترقیاں عطا فرمائے اور اس کار خیر کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

اپنے دانشوروں اور مفکروں سے راقم کی عرض ہے کہ وہ اس موضوع پر قلم اٹھائیں اور بہتر طریقے سے ان عبارات کا محاسبہ کرتے ہوئے وہابیت کی گھناؤنی صورت کو عوام کے سامنے پیش کریں۔

آخر میں یہ عرض ہے کہ ہم نے اپنی طرف سے کتاب کو خوبصورت اور قابل بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اگر پھر بھی کوئی غلطی نکلے تو اس کی نشاندہی فرما کر مشکور فرمائیں۔ اور ایک ضروری بات اور، وہ یہ کہ خدارا اس کتاب سے کسی ادبی خوبی کی توقع نہ رکھیں۔ کیونکہ

طالب دعا خود ایک طفل مکتب ہے۔ یہاں علم و ادب کی کمی ہے۔ دعا فرمائیں کے مولیٰ عزوجل اپنے غلاموں کا صدقہ عطا فرما کر دونوں جہان سنوار دے۔

فقط والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ:

محمد علی رضا قادری برکاتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدالمرسلین.

اما بعد فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم .بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

اس عالم فانی میں بے شمار مذاہب پائے جاتے ہیں ۔ ہر مذہب کا پیرو اپنے مذہب کے بانی اور مذہبی بزرگوں پر جان چھڑکتا نظر آتا ہے، اپنے مذہب کے بزرگوں کی محبت میں ہر کوئی دیوانہ ہے۔ اور انہی بزرگوں کی محبت کی بنا پر انہیں اپنے مذہب سے بھی محبت ہوتی ہے۔

ہمیں کسی اور مذہب سے کیا لینا دینا ہمارے نزدیک ہر مذہب سوائے اسلام کے باطل ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ ہمارے رب عزوجل نے ان الدین عند اللہ الاسلام کا اعلان فرما کر ہمیں پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ ان باطل مذاہب کے ماننے والوں کو بھی اپنے مذہب کے بانی اور بزرگوں سے بے انتہا عقیدت و محبت ہوتی ہے۔ جیسے عیسائیوں کی حضرت عیسٰی علیہ السلام سے محبت جس کی بنا پر انہوں نے آپ کو خدا کا بیٹا بنا ڈالا (معاذاللہ)۔ اور بدھ مذہب کے ماننے والوں نے اسی محبت کی بنا پر گوتم بدھ کو ''بھگوان'' کا درجہ دیدیا، غرض کہ جسے دیکھئے وہ اپنے بانئ مذہب کی تعریف و توصیف بیان کرتا نظر آتا ہے۔ اس کی بڑائی بیان کرنے میں اپنے آپ کو دوسروں سے آگے رکھنے کی حد درجہ کوشش کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس کی بڑائی بیان کرنے میں ہر کوئی اپنے آپ پر فخر کرتا ہے۔

لیکن افسوس کہ مذہب مہذب اسلام میں ہی چند ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو اپنے آپ کو مسلمان بلکہ صرف اپنے آپ کو ہی مسلمان کہتے نہیں تھکتے لیکن اسلام کے بانی اور اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بڑائی اُن سے سنی نہیں جاتی آپ کی تعریف سُن کر انہیں شیطانی وسوسے ستاتے ہیں اور تعریف و تعظیم کو عبادت قرار دے کر فوراً شرک و کفر کے فتوے داغنا شروع کر دیتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کے لئے ہی اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

رسول کی تعظیم کو شرک قرار دینے کی شروعات کہاں سے ہوئی ؟ اور کس نے کی ؟ اس کے جوابات دینا تحریر کی طوالت کا باعث ہوگا ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں اس برائی کو شروع کرنے کا سہرہ اہل دیوبند کے مولانا اسماعیل دہلوی کے سر بندھتا ہے۔ جنہوں نے سب سے پہلے ''تقویت الایمان'' نامی کتاب لکھ کر مسلمانوں کے درمیان انتشار پیدا کر دیا۔

یہ کوئی بے بنیاد الزام نہیں بلکہ ایک تلخ حقیقت ہے اس بات کا ثبوت خود کتاب کے مصنف کے اقوال سے بھی ملتا ہے جسے آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔

ہمارا مقصد :۔

ان صفحات کو لکھنے میں ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم اس رسوائے زمانہ کتاب کا رد لکھیں' الحمد للہ یہ کام ہمارے علماء نے بہت پہلے کر دیا ہے اور بہت خوب کیا ہے۔ اس موضوع پر اب اور کچھ لکھنا مناسب نہیں معلوم ہوتا، اس کتاب کے ترتیب دینے میں ہمارا مقصد و موضوع کچھ اور ہے۔

فریق ثانی کے نزدیک ''تقویت الایمان'' کی اہمیت :۔

اس سے پہلے کہ ہم اپنے موضوع کی طرف بڑھیں یہ بتانا ضروری ہے کہ ''تقویت الایمان'' کوئی معمولی کتاب نہیں ہے۔ اس کتاب کی اہمیت ان حضرات کے نزدیک کیا ہے؟ مندرجہ ذیل اقتباسات کا مطالعہ کیجئے اور خود اس کا جواب حاصل کیجئے......

مختار احمد ندوی صاحب کا بیان :۔

ندوہ کے مشہور عالم مختار احمد ندوی جو بمبئی میں غیر مقلد فرقے کے معتمد و ذمہ دار مانے جاتے ہیں۔ موصوف نے ''الدار السلفیہ'' کے نام سے ایک ادارہ بھی قائم کیا ہے جہاں سے وقتاً فوقتاً اپنے مسلک کی کتابیں شائع کرتے رہتے ہیں۔ اسی ادارے سے ''تقویت الایمان'' بھی شائع ہوئی ہے جس میں مختار احمد ندوی صاحب کا مختصر مقدمہ بھی ہے۔ اسی مقدمہ میں ''تقویت الایمان'' کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں......

''تقویت الایمان'' اردو زبان میں ہندوستان میں قرآن کے بعد سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اس کتاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے

مسلمانانِ ہند کو ایک نئی ایمانی زندگی عطا کی۔'' (صفحہ ۱۰)

طبیعت پر گراں نہ ہو تو خط کشیدہ عبارت کو دوبارہ پڑھ لیں۔ جی ہاں ندوی صاحب یہی کہہ رہے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو قرآن و حدیث نے جو ایمانی زندگی عطا فرمائی تھی وہ یا تو مٹ چکی تھی یا مردہ ہو چکی تھی اور اس ایمانی موت کو دوبارہ زندگی بخشنے میں قرآن و حدیث دونوں ناکام تھے (معاذاللہ) اس لیے مسلمانوں کو دوبارہ ایمانی زندگی عطا کرنے کے لیے اللہ تعالی کی نظرِ انتخاب ''تقویت الایمان'' پر پڑی اور اس کتاب کے ذریعہ اللہ عزّ وجل نے بقول ندوی صاحب ''مسلمانانِ ہند کو ایک نئی ایمانی زندگی عطا فرمائی''۔

یہ بات شریعت کی رو سے قرآن و حدیث کی شان گھٹانے والی ہے یا نہیں اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں کیوں کہ ہم کچھ کہیں گے تو یاروں کو گلہ ہوگا۔

سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ چھیڑوں داستاں کیسے
ہنساؤں تو بغاوت ہے رلاؤں تو بغاوت ہے

اس عبارت کے ذریعے یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں رہا کہ ''تقویت الایمان'' کی اہمیت غیر مقلدین کے نزدیک کیا ہے۔ اب آیئے ایک اور حقیقت کا سامنا کیجئے......

غلام رسول مہر صاحب کا بیان :-

غلام رسول مہر صاحب پاکستان میں بد مذہبوں کے مشہور عالم گذرے ہیں۔ ''تقویت الایمان'' کا وہ نسخہ جو ۱۴۱۱ھ میں حج کے موقع پر سعودی حکومت کی جانب سے مسلمانوں میں اپنے باطل مذہب کی غلط تعلیمات پھیلانے کے لئے مفت تقسیم کیا گیا تھا۔ جسے ''ادارۂ عامہ برائے طباعت و اشاعت ریاض'' سے شائع کیا گیا تھا۔ اس نسخے پر غلام رسول مہر صاحب کا کافی طویل مقدمہ ہے۔ اسی مقدمے میں آپ ''تقویت الایمان'' سے اپنی عقیدت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں......

''گزشتہ ایک سو سڑسٹھ برس کی مدّتِ دراز میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے، یہ کتاب کتنی مرتبہ طبع ہوئی۔ سرسری اندازہ ہے کہ چالیس پچاس لاکھ سے کم نہ چھپی ہوگی۔ کروڑوں آدمیوں نے اسے پڑھا اور ہدایت کی روشنی حاصل کی...... یہ ایسا شرف ہے، جو تقویت الایمان کے سوا اردو کی کسی دوسری کتاب کو

شاید ہی نصیب ہوا ہو۔" (صفحہ ۱۲)

مختار احمد ندوی صاحب نے اردو زبان میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب بتایا تو غلام رسول مہر صاحب نے اردو زبان میں سب سے زیادہ چھپنے والی کتاب کا اعلان فرما دیا۔ لیکن دونوں کے نزدیک یہ کتاب ایسی ہدایت دینے والی کتاب ہے کہ شاید ہی کسی اور کتاب کے ذریعے مسلمانوں کو ایسی ہدایت نصیب ہو۔

اسکولوں میں گھناؤنی تعلیم :-

یہی نسخہ شیخ الاسلام اکیڈمی دہلی سے ایس اے شمعون قاسمی صاحب (جو اس نسخہ کی طباعت کے وقت مسلم سیکنڈری اسکول فتحپوری دہلی میں استادِ دینیات تھے) کی نگرانی میں شائع ہوا تھا۔ آپ کا تقویت الایمان کے بارے میں کیا خیال ہے' ملاحظہ فرمائیں۔

"اور یہ بڑی ناقدری ہوگی کہ میں اپنے مسلم سینئر سکنڈری اسکول فتحپوری کے پرنسپل جناب ضیاء الدین خاں صاحب کا ذکر نہ کروں کہ جنھوں نے اپنے یہاں اس کتاب کو دینیات کے نصاب میں شامل کر کے ہماری بھرپور حوصلہ افزائی کی۔ اور ان تمام مسلم اداروں کے پرنسپل صاحبان و ذمہ داران سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو اپنے یہاں نصاب میں شامل کریں تاکہ تشنگانِ علوم کی دینی اور ذہنی تربیت ہو سکے۔" (ص ۱۱)

دیکھا آپ نے کہ یہ کتاب اہل دیوبند کے نزدیک کتنی اہم ہے کہ اسے اسکول کے نصاب تک میں شامل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور ایک دل ہلا دینے والی حقیقت یہ بھی آشکار ہوئی کہ اہل دیوبند اپنے زیرِ اہتمام چلنے والے اسکولوں اور اداروں میں ہمارے نونہالوں کو اپنے باطل اور گھناؤنے مذہب کی تعلیم دے رہے ہیں۔

اس بات کا ایک تلخ تجربہ راقم کو "اورنگ آباد" کے قیام کے دوران ہوا تھا۔ جیسے ہی رجب شریف کا مبارک مہینہ شروع ہوتا ہر اسکول میں بچوں کو تاکید کی جاتی تھی کہ اپنے گھروں میں "کونڈے کی نیاز" مت کرنا۔ اس طرح اسکولوں کے ذریعے ہمارے بچوں کا ذہن صحیح عقائد سے بھٹکا کر انھیں گمراہ کیا جا رہا ہے۔

اس لئے میں اپنے بھولے بھالے سنی بھائیوں سے التجا کرتا ہوں کہ وہ ایسی اسکولوں میں اپنے نونہالوں کو نہ بھیجیں جہاں جا کر وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کا

سبق سیکھ کر آئیں۔ اور اگر مجبوراً بھیجنا ہی پڑے تو اس طرح کی گھناؤنی تعلیم کے خلاف سخت احتجاج کر کے اس تعلیم کو بند کروائیں۔ ورنہ کل یہی بچے آپ پر مشرک اور بدعتی ہونے کا فتویٰ داغتے نظر آئیں گے اور آپ کف افسوس ملنے کے سوا اور کچھ نہ کرسکو گے، اس لئے وقت گذرنے سے پہلے اپنے بچوں کے مستقبل کا صحیح فیصلہ کر لیجئے۔

ابوالحسن علی ندوی صاحب کا بیان :۔

(نوٹ: علی میاں ندوی اس کتاب کی اشاعت سے پہلے ہی اپنے انجام کو پہنچ گئے۔)

ندوہ کی مشہور و معتمد شخصیت ابوالحسن ندوی صاحب جنہوں نے اس کتاب کا عربی ترجمہ ''رسالۃ التوحید للعلامۃ اسماعیل شہید'' کے نام سے کیا ہے، اور اس ترجمہ کو ندوہ کے نصاب میں بھی شامل کرلیا گیا ہے۔ ان ہی کے حواشی اور تعارف کیساتھ ''تقویت الایمان'' کا ایک نسخہ ''مکتبہ ندویہ'' سے بھی شائع ہوا ہے۔ ہمیں جو نسخہ دستیاب ہوا ہے اس میں باراوّل کی تاریخ ۱۴۱۲ھ دی ہوئی ہے۔ اس نسخہ میں 'تعارف' میں کتاب کی تعریف میں فرماتے ہیں:

''برصغیر ہندوستان میں اللہ تعالیٰ نے اس کتاب سے اتنی بڑی تعداد کو فائدہ پہونچایا جس کا شمار محال ہے ان کی تعداد بلاشبہ (جیسا کہ بعض اہل نظر نے لکھا ہے) لاکھوں انسانوں تک پہونچتی ہے۔'' (ص ۷)

ان اقتباسات کے مطالعے سے یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں رہا کہ اس کتاب کی اہمیت وہابیوں کے نزدیک کیا ہے۔ اور اس کتاب کو شائع کرنے اور عوام میں اس کی باطل تعلیمات کو پھیلانے میں یہ کس قدر کوشاں ہیں۔

جاہلانہ الزام اور اس کا جواب :۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب کسی بدمذہب کے سامنے ان کے اکابر کی کتابوں میں لکھی ہوئی گستاخانہ عبارات کا ذکر کیا جائے تو وہ جواب دینے یا شرمندہ ہونے کی بجائے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ان عبارات کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں اور اُلٹا ہم پر ہی الزام لگاتے ہیں کہ ''یہ سب کتابیں تم نے ہی لکھ کر ہمارے مولاناؤں کے نام سے شائع کر دی ہیں اور ہمارے بزرگوں کو بے وجہ بدنام کرتے ہو۔''

جی ہاں ٹھیک کہا آپ نے ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''۔

ذرا تو انصاف سے کام لیا ہوتا۔ ہم سنّیوں کا تو یہ حال ہے کہ ہم آج تک اپنے اکابر کی مکمل تصنیفات شائع نہیں کر پائے تمھارے نام سے کتابیں چھاپنے کی نہ ہمیں فرصت نہ ہی ہمارے پاس اتنی دولت۔ اور اگر بالفرض محال ہم نے یہ غلط حرکت کی ہوتی تو مختار احمد ندوی صاحب، وقار علی صاحب، غلام رسول مہر صاحب، ابوالحسن علی ندوی صاحب کو کیا ضرورت تھی کہ وہ بھی ہمارا ساتھ دیتے اور ہماری پیروی کرتے ہوئے اپنی نگرانی میں ''تقویت الایمان'' کو شائع کراتے؟ اور ایس اے شمعون صاحب اسے اپنی اسکول کے نصاب میں کیوں شامل کراتے؟ اس سے پہلے کہ زندگی وفا نہ کرے جلد سے جلد ان حضرات سے اس سوال کا جواب حاصل کر لیجئے۔

یہ تو ہمارے اپنے ملک کی بات ہوئی۔ سعودی عرب جس کے بارے میں اہل دیوبند بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں کہ ''وہاں تو ہماری حکومت ہے'' (جی ہاں جناب وہاں کی حکومت آپ ہی کی ہم خیال ہے لیکن عوام پر آج بھی عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت ہے) جب حکومت آپ ہی کی ہے تو آخر کیا وجہ ہے کہ اس حکومت نے بھی ''تقویت الایمان'' جیسی کتاب کو چھپوایا نہ صرف چھپوایا بلکہ مفت تقسیم بھی کروایا؟

کچھ سمجھے؟ جی ہاں آپ کے اکابر کو بچانے کے لیے آپ نے ہم پر جو جاہلانہ اور جھوٹا الزام لگایا تھا اس کی تردید خود آپ کی حکومت نے کر دی اور ثابت کر دیا کہ ایسی گستاخانہ کتابیں لکھنا یہ ہمارا شیوہ نہیں بلکہ یہ لعنت آپ کے بزرگوں کے ہی حصے میں آئی ہے۔ اور ہم نے آپ کے بزرگوں کو بدنام کرنے کے لئے کسی قسم کا کوئی فریب نہیں کیا ہے، یہ تمام گستاخانہ کتابیں آپ ہی کے بزرگوں کے دماغ کی پیداوار ہیں۔

ایک خطرناک سازش:۔

ایسی بات بھی نہیں ہے کہ ۱۴۱۱ھ میں پہلی مرتبہ اس کتاب کو مفت تقسیم کیا گیا ہو۔ جی نہیں یہ سلسلہ تو بہت پہلے سے جاری تھا اور اب تک جاری ہے۔ اس کی شہادت بھی خود غلام رسول مہر صاحب ہی دیتے کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں......

'' اسکی (تقویت الایمان) طباعت و اشاعت سے اعتنا کا یہ حال ہے کہ اردو کی کوئی دوسری کتاب اس کی برابری کا دم نہیں مار سکتی۔ بہت سے اشخاص کا دستورِ حیات ہی یہ رہا کہ ہر سال اس کے ہزاروں نسخے چھاپتے

اور مفت یا تقریباً مفت تقسیم کر دیتے ہیں۔"

(مقدمہ تقویت الایمان صفحہ ۱۵

اس شہادت سے ایک بات اور معلوم ہوئی وہ یہ کہ یہ حضرات اس کتاب کو مسلمانوں میں مفت بھی تقسیم کرواتے رہتے ہیں بقول غلام رسول مہر صاحب کچھ لوگوں نے اس کتاب کو شائع کرنے اور مفت یا تقریباً مفت تقسیم کرنے یعنی عام مسلمانوں میں اس کتاب کے ذریعے اپنے باطل نظریات کو پھیلانے کو ہی اپنا دستور حیات بنا لیا ہے۔

حج کے موقع پر سعودی حکومت یہ کام بڑے زور و شور سے کرتی ہے کیونکہ ان کے نزدیک دنیا کے کونے کونے سے حج کرنے کے لئے آنے والے مسلمان نہیں بلکہ مشرک اور بدعتی ہوتے ہیں۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو کیا وجہ ہے کہ صرف اسی موضوع کی کتابیں وہاں تقسیم کی جاتی ہیں آج تک شانِ مصطفےٰ بیان کرنے والی کوئی کتاب وہاں کیوں تقسیم نہیں کی گئی؟ وجہ وہی ہے جو ہم نے بیان کی یعنی مشرکوں کو سدھارا جائے (معاذ اللہ)۔ یہ کوئی معاندانہ الزام نہیں بلکہ ایک کھلی حقیقت ہے جس کا اقرار ہر حاجی کرتا ہے۔

علمائے دیوبند کے فتوے "تقویت الایمان" کی حمایت میں:

رشید احمد گنگوہی:-

"تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کی بالکل کتاب اور احادیث سے ہے اس کا رکھنا اور پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔"

(تقویت الایمان مع تذکیر الاخوان مطبوعہ اسعد بک ڈپو دیوبند صفحہ ۲۲۶)

محمد کفایت اللہ دہلوی:-

"تقویت الایمان بہت اچھی اور صحیح کتاب ہے اس پر عمل کرنا موجب نجات ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۲۲۸)

فخر الحسن فتحپوری:-

"کتاب تقویت الایمان حقیقۃً تقویتِ ایمان کا باعث ہے اس کو یا اس کے

مصنف کو برے الفاظ سے یاد کرنا نہایت گستاخی ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۲۲۹)

ان فتوؤں کے ذریعے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کے علمائے دیوبند کے نزدیک اس کتاب کا کیا مقام ہے، کوئی اس پر عمل کرنا عین اسلام بتاتا ہے، تو کوئی موجب نجات اور کسی کے نزدیک یہ واقعی ایمان کو تقویت دینے والی کتاب ہے اور اس کے بارے میں برے الفاظ استعمال کرنا بہت بڑی گستاخی ہے۔ ہر ایک اس کتاب کو عین قرآن وسنّت کے مطابق مانتا ہے اور منوانا چاہتا ہے۔ لیکن خود اس کے مصنف کی اس کتاب کے بارے میں کیا رائے ہے یہ جان کر آپ یقیناً حیران رہ جائیں گے۔ تو آیئے غیر جانبداری کے ساتھ خود مصنف کا بیان پڑھئے......

اسمٰعیل دہلوی کا بیان :-

"ارواح ثلاثہ" علمائے دیوبند کی حکایات پر مشتمل مشہور کتاب ہے۔ جسے ان ہی کے مولانا سید ظہور الحسن صاحب کسولوی نے مرتب کیا ہے اور ان کے بڑے مشہور عالم اور حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے جگہ جگہ اس پر تشریحات کی ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۸۰ پر اسمٰعیل دہلوی صاحب کی ایک حکایت لکھی ہوئی ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں......

"خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویت الایمان اوّل عربی میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خاں خورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا اس کے بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید صاحب، مولوی عبدالحئ صاحب، شاہ اسحٰق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب، مولوی فریدالدین صاحب مراد آبادی، مومن خاں، عبداللہ خاں علوی (استاذ امام بخش صہبائی و مولانا مملوک علی صاحب) بھی تھے اوران کے سامنے تقویت الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں۔ اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً اُن امور کو جو کہ شرکِ خفی تھے شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ

ہے کے اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو میں آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا۔ لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد عزمِ جہاد ہے اس لئے میں اس کام سے معذور ہوگیا۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اٹھائیگا نہیں۔ اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اس سے شورش ہوگی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے یہ میرا خیال ہے۔ اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جاوے ورنہ اسے چاک کر دیا جاوے۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہئے مگر فلاں فلاں مقام پر ترمیم ہونی چاہئے۔ اس پر مولوی عبدالحئی صاحب، شاہ اسحٰق صاحب اور عبداللہ خاں علوی و مومن خاں نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں اس پر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں ہے اور اسی طرح شائع ہونی چاہئے۔۔۔

(ارواحِ ثلاثہ صفحہ ۸۱۔۸۰ مطبوعہ تالیفاتِ اشرفیہ تھانہ بھون)

اگر خط کشیدہ عبارات پر غور کیا جائے تو مندرجہ ذیل امور ہمارے سامنے آتے ہیں۔

(۱) اسمٰعیل دہلوی صاحب نے تقویت الایمان عربی میں لکھی تھی اس کے بعد اردو میں۔ آخر اردو میں لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اسی لئے نا کہ عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے عامۃ المسلمین صحیح معنوں میں اس کی باطل تعلیمات سے متاثر نہیں ہو رہے تھے۔ اور اسی وجہ سے اصل مقصد حاصل نہیں ہو رہا تھا۔ یعنی مسلمانوں میں شورش نہیں ہو رہی تھی۔ اسی لئے کتاب کو اردو میں لکھنا ضروری سمجھا گیا۔

(۲) کتاب لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کرنا ثابت کرتا ہے کہ ایک ایسا مشن چلایا جا رہا تھا جس کا علم صرف خاص لوگوں کو ہی تھا عوام اس سے بے خبر تھی۔ اسی لئے اس مشن کے آئندہ پروگرام کے تحت ''تقویت الایمان'' لکھی گئی اور اب اس بارے میں مشورے ہو رہے تھے کہ اسے شائع کیا جائے یا ترمیم کی جائے اور اسی لئے صرف خاص خاص لوگوں کو ہی جمع کیا گیا تھا۔

(۳) جیسا کہ ہم نے شروع میں ہی یہ لکھ دیا تھا کہ اس کتاب کے ذریعے مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا گیا تھا۔ اس کا اقرار خود مصنف کو بھی ہے۔ لکھتے ہیں کہ ''گو اس سے شورش

ہوگی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائینگے۔'' گویا کہ جناب اچھی طرح جانتے تھے کہ اس کتاب کی وجہ سے آپس میں لڑائی جھگڑے تک کی نوبت آ جائے گی اس کے باوجود اس کتاب کو شائع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کتاب کے لکھنے کا اصل مقصد کچھ اور ہی تھا۔ اور جیسا مصنف نے سوچا تھا ویسا ہی ہوا اس کتاب کی اشاعت ہوتے ہی مسلمانوں میں ایک زبردست اختلاف پیدا ہوا اور ہر گھر میں خانہ جنگی کا منظر دکھائی دینے لگا باپ بیٹے کا اور بیٹا باپ کا دشمن ہو گیا، مسلمان آپس میں دست بگریباں ہو گئے اور امت مسلمہ کا صدیوں پرانا اتفاق ایک کتاب کے ذریعہ ایک جھٹکے میں پارہ پارہ کر دیا گیا۔

لیکن مصنف کا یہ خیال غلط ثابت ہوا کہ ''لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے'' کیونکہ اس کتاب کی وجہ سے جو لڑائی شروع ہوئی تھی وہ آج تک زور و شور سے جاری ہے، اور کیوں نہ ہو کہ یہ جنگ کسی آپسی تنازعہ کا نتیجہ نہیں بلکہ عظمتِ رسالت اور توہینِ رسالت کے اختلاف کا نتیجہ ہے۔ جب تک گستاخانِ رسالت اپنی گستاخیوں سے توبہ کر کے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وفادار نہیں بن جاتے عاشقانِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ان کی کوئی بات قابلِ قبول نہیں۔

دوسرا جاہلانہ الزام اور اس کا جواب:۔

''تقویت الایمان'' کی عبارات اس قدر گستاخانہ ہیں کہ اس وقت کے جید علمائے حق نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور اس وقت کے کئی نامور علمائے اہل سنت نے مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ''تقویت الایمان'' کے خلاف سخت قسم کے فتوے شائع کئے۔ بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ اہل نجد مخالفت کی آگ میں اس طرح جل رہے ہیں کہ ہمیں بدنام کرنے کے لئے اکثر جھوٹ کا سہارا لیتے رہتے ہیں جس کی ایک مثال آپ نے پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرمائی۔ ایسا ہی ایک اور جاہلانہ اور جھوٹا الزام ہم پر اور لگایا جاتا ہے کہ ''تمھارے اعلحضرت کو صرف مسلمانوں کو کافر کرنا ہی آتا تھا، تم لوگ صرف مسلمانوں کو کافر ہی کرتے رہتے ہو۔''

اعلیٰ حضرت نے جن لوگوں پر کفر کے فتوے صادر فرمائے تھے ان کے کفر پر خود حرمین مکرمین کے فتوے بھی موجود ہیں۔ آپ نے کسی ذاتی دشمنی کے سبب کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا تھا۔ اور یہ کہنا بھی بالکل غلط ہے کہ صرف اعلیٰ حضرت نے ہی گستاخانِ رسول صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ تاریخ شاہد ہے کہ جس وقت اسمٰعیل دہلوی صاحب کے خلاف مخالفت کا بازار گرم تھا اور علمائے اہل سنت ان کے خلاف کفر کے فتوے صادر فرما رہے تھے اس وقت اعلیٰ حضرت اس عالم فانی میں جلوہ افروز بھی نہیں ہوئے تھے۔ غلام رسول مہر صاحب اسمٰعیل دہلوی صاحب کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱۹۳ھ اور تاریخ وفات ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ بتاتے ہیں۔ اور تقویت الایمان کی پہلی اشاعت ۱۲۴۳ھ بتاتے ہیں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الرضوان کی تاریخ ولادت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ ہے۔ اس حساب سے اعلیٰ حضرت اسمٰعیل دہلوی صاحب کی وفات کے تقریباً ۲۶ سال اور تقویت الایمان کی پہلی اشاعت کے تقریباً ۲۹ سال بعد اس دنیا میں تشریف لائے۔ اب بتائیے جب اعلیٰ حضرت پیدا ہی نہیں ہوئے تو کفر کا فتویٰ کیسے دے دیا۔ اسی بات پر شاعر کہتا ہے۔

خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے

اعلیٰ حضرت سے پہلے ہی کئی جید علمائے کرام نے اسمٰعیل دہلوی صاحب پر ان کے دور ہی میں کئی اعتراضات کئے تھے۔ اور ان کے گمراہ اور کافر ہونے کے فتوے صادر کئے تھے، ایسے ہی مشہور علمائے کرام میں اسمٰعیل دہلوی صاحب کے ہم عصر اور شہیدِ جنگِ آزادی جناب علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں آپ بھی "تقویت الایمان" کے سخت مخالف تھے اور اس کے ردّ میں آپ نے کئی مشہور کتابیں بھی لکھیں۔ اس بات کا ذکر غلام رسول مہر صاحب نے بھی کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔۔۔

"علمائے دہلی میں جس شخص نے شاہ شہید کی مخالفت میں زیادہ نمایاں حیثیت حاصل کی، وہ مولانا فضل حق خیر آبادی ہیں۔۔۔۔"

(مقدمہ تقویت الایمان صفحہ ۱۸)

معلوم ہوا کہ مخالفین کا یہ الزام بھی جھوٹا اور بے بنیاد ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا دامن اس سے بالکل پاک وصاف ہے۔ ہماری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ صرف اعلیٰ حضرت کو ہی کیوں اپنے عناد کا نشانہ بنایا جاتا ہے؟ جبکہ آپ سے پہلے ہی کئی علمائے کرام نے گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخیوں کی وجہ سے ان پر کفر وضلالت کے فتوے صادر کر دیئے ہیں۔ شاید مخالفین کو اس بات کا خدشہ ہے کہ جو کام رضا والے کر جائیں گے وہ کسی اور کے بس کی بات نہیں اسی لئے لوگوں کو رضا والا بننے سے روکا جائے تاکہ ہمارا کام چلتا رہے اور کسی قسم کی رکاوٹ نہ آنے پائے۔ لیکن شاید ہمارے مخالفین نہیں جانتے کہ۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

(۴) تقویت الایمان کی اشاعت کے بارے میں جب سوال کیا گیا تو کسی صاحب نے (جو کہ ان خاص لوگوں میں موجود تھے تو یقیناً خاص ہی ہوں گے پتہ نہیں راوی نے ان کا نام کیوں نہیں بیان فرمایا حالاں کہ اس خاص میٹنگ میں شریک ہونے والے تمام شرکاء کے نام بیان فرمائے ہیں۔ مجبوراً ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے) بعض جگہوں پر ترمیمات کرنے کا مشورہ دیا یہ بات ثابت کرتی ہے کہ اس کتاب میں یقیناً ایسی باتیں لکھی ہوئی تھیں جو خود اسماعیل دہلوی صاحب کے حامیوں کو بھی ناپسند تھیں۔

اس مشورہ کو اس وقت تو ردّ کر دیا گیا مگر اس کے بعد جب اس کتاب کی لگاتار مخالفت کی گئی اور زبردست طریقے سے اس کا ردّ کیا گیا تو اب چند سالوں سے اس کتاب کے ہر ایڈیشن میں طرح طرح کی ترمیمات وتحریفات کی جا رہی ہیں۔ ان صفحات کو لکھنے میں ہمارا یہی مقصد ہے، یعنی ہم یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آج کل بڑے ہی منظم طریقے سے، بڑی عیاری کے ساتھ ''تقویت الایمان'' کی گستاخانہ اور توہین آمیز عبارات کو بدلا جا رہا ہے نہ صرف بدلا جا رہا ہے بلکہ مٹایا بھی جا رہا ہے۔

غلام رسول مہر صاحب کا اقرار:-

خود غلام رسول مہر صاحب اپنے مقدمہ میں اس بات کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''یہ (نسخہ) مولانا محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح، مولوی عبدالطیف رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی کامل رحمۃ اللہ علیہ کے اہتمام، منشی غلام مولا رحمۃ اللہ علیہ، منشی واجد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کارپردازی میں مطبع محسنی کلکتہ میں طبع ہوا تھا۔ تاریخ اتمام طباعت ۱۸۵۴ء ہے۔ اس میں متن کی تصحیح کا خاص اہتمام کیا گیا تھا عبارت کے مقابلے سے معلوم ہوا کہ مصحح نے کچھ عبارتیں بدل دی ہیں۔

(مقدمہ تقویت الایمان صفحہ ۱۹)

اس عبارت کے ذریعے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ''تقویت الایمان'' کی عبارات میں تحریفات وترمیمات کا سلسلہ تقریباً ایک صدی سے بھی قبل شروع ہو چکا تھا۔ وہ

ترمیمات وتحریفات کیسی ہیں اس کے چند نمونے آپ اس تحریر میں ملاحظہ فرمائیں گے لیکن اس سے پہلے ایک ضروری بات عرض کرنی ہے وہ یہ کہ نجدیوں کے نزدیک اس قسم کی خیانت کوئی معنی نہیں رکھتی کیوں کہ صرف ''تقویت الایمان'' میں ہی انہوں نے ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے ایسا نہیں ہے۔ اپنے موقف کو صحیح اور مخالف کو غلط ثابت کرنے کے لئے یہ حضرات اکثر اس قسم کی حرکت کرتے رہتے ہیں۔ ثبوت کے طور پر چند عبارات یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

شاہ ولی اللہ اور ان کے خلفاء کی مبارک تصنیفات میں تحریفات:

شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ تعالیٰ وہ بزرگ ہستیاں ہیں جنہوں نے بھارت میں علم دین کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ آج ہمارے ملک کا ہر دینی طبقہ ان حضرات کو عظمت وعزت کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ اسی لیے انگریزوں نے اسماعیل دہلوی صاحب کو اپنے کام کے لیے منتخب کیا تھا کیوں کہ یہ خود بھی اسی خانوادہ کے پروردہ تھے، لیکن نوح علیہ السلام کے بیٹے کی طرح ......

چونکہ یہ خانوادہ مذہب حق مذہب اہلِ سنّت و جماعت کے عقائد پر قائم تھا اور آپ حضرات کی تمام تصانیف سے مذہب اہل سنّت کی تعلیمات عیار ۔دتی ہیں اس لئے اہل دیوبند کے لئے یہ تمامی تصانیف شمشیرِ برہنہ کی مصداق تھیں، خانوادۂ ولی اللہی کو کافر ومشرک تو یہ کہہ نہیں سکتے کیوں کہ اس طرح عوام کے سامنے ان کا اصل روپ آجانے کا خدشہ تھا۔ اور سارے سنّی ان کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتے۔ اس لیے خاندانِ ولی اللہی کو اپنا موافق ثابت کرنے کے لئے انہوں نے وہی گری ہوئی حرکت کی اور ان حضرات کی تصنیفات میں اپنی مرضی کے مطابق کام کرنا شروع کردیا۔

دورِ حاضرہ کے مشہور بزرگ جناب ابوالحسن زید فاروقی صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اور حالات زندگی پر مشتمل سب سے زیادہ معتبر کتاب ''القول الجلی'' اپنی نگرانی میں شائع کروائی اسی کتاب کے مقدمہ میں آپ نے اسی موضوع پر چند سطریں لکھی ہیں۔ قارئین کی تسکین کی خاطر وہ عبارات یہاں نقل کی جارہی ہیں۔۔۔۔

(نوٹ: یہ مقدمہ لاہور رضا اکیڈمی کی جانب سے ''القول الجلی کی بازیافت'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا ہے ہم اسی سے حوالہ نقل کر رہے ہیں۔)

"کچھ پہلے "القول الجلی" پر ایک مقالہ ندیم حیدر علوی کاکوروی کا دہلی کے مجلہ قاری میں چھپا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے اس کو پڑھ کر عاجز (ابوالحسن زید فاروقی) سے کہا حضرت شاہ ولی اللہ نے نجوم اور تاثیراتِ کواکب کا بیان کیا ہے اور یہ کچھ مناسب نہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا یہ مکشوف بعض دیگر فضلاء کی نظر سے بھی گذرا اور انھوں نے اس مکشوف (نیز بعض دیگر مکشوفات) کے حذف کرنے کا مشورہ دیا۔ اس سلسلے میں عاجز کے پاس ایک مفتی صاحب کا مکتوب آیا اور انھوں نے عاجز سے اس سلسلہ میں استفسار کیا۔ عاجز نے تحریر کیا کہ کسی کی تالیف میں کمی بیشی کا تصرف ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں کئی جگہ اس قبیح فعل کی برائی بیان کی ہے۔ افسوس ہے مولوی اسمٰعیل کے پیروان اس کام میں بہت بڑھ گئے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز کی تحریرات و مکتوبات، حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمۂ قرآن (اسی لئے شاہ عبد القادر کا ترجمۂ قرآن اہل سنت کے نزدیک معتبر نہیں۔ محمد علی رضا قادری برکاتی عفی عنہ) اور ان کی کتابیں حضرت مجدد الف ثانی، ان کی اولاد، حضرت شاہ غلام علی، حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی اور دیگر اکابرین کے احوال میں بہت ہی تحریفات کر کے محمد بن عبد الوہاب نجدی اور مولوی اسمٰعیل کا ہمنوا سب کو قرار دیا ہے۔"

("القول الجلی کی بازیافت" ص ۴۷)

یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں رہا کہ اہلِ دیوبند اپنے موقف کو صحیح ثابت کرنے کیلئے کسی بھی قسم کی خیانت کرنے سے نہیں چوکتے۔ جیسا کہ جناب ابوالحسن زید فاروقی صاحب نے ناموں کے ساتھ بتلایا ہے کہ کن کن بزرگوں کی تحریرات میں تحریفات کی گئی ہیں۔ صرف اس لئے کہ ان بزرگوں کو اپنا ہمنوا ثابت کر کے اپنے مخالفین کو گمراہ ثابت کیا جائے۔

اسی مقدمہ کی ایک اور عبارت سے ہمارے دعوے کو اور تقویت ملتی ہے۔

جناب ابوالحسن زید فاروقی صاحب فرماتے ہیں۔

"مولانا برکاتی نے "شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کی تحریرات میں تحریفات" میں لکھا ہے۔

۱) ان حضرات کی تالیفات کی کمیابی اور نایابی اور ان میں تحریفات کا سلسلہ تو سقوط دہلی سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔

۲) شاہ صاحب کے مصنفات کو نایاب کر کے دوسرا قدم یہ اٹھایا گیا کہ اپنے مصنفات کو شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دیا اور اپنے نظریات کی تبلیغ شاہ صاحب کے نام سے کی گئی۔

۳) مکمل رسائل و کتب تصنیف کر کے شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دینے کے علاوہ ایک ہلاکت خیز حرکت یہ کی گئی کہ شاہ صاحب کی تالیف میں جا و بے جا ترمیم و اضافہ اور تحریف بھی کر دی گئی۔

۴) یہی معاملہ شاہ صاحب کے اخلاف کرام کی تالیف کیساتھ کیا گیا۔"

(ایضاً ص ۴۰،۳۹)

قارئین کرام بآسانی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ہم نے کوئی غلط الزام نہیں لگایا تھا۔ اہل دیوبند اس خیانت کو بہت پہلے سے کرتے آرہے ہیں، اور اس کام میں انھوں نے کسی کو نہیں بخشا ہے۔ اور انہیں اس خیانت کا کافی تجربہ بھی ہے۔

آخر تقویت الایمان میں تحریف کیوں؟

دیگر اکابرین کی تحریرات میں اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے تحریفات و ترمیمات کی گئیں یہ تو سمجھ میں آتا ہے لیکن آخر "تقویت الایمان" میں کس لئے کاٹ چھانٹ کی گئی اس کا جواب ہم یہی سمجھ سکے ہیں کہ خود اہل دیوبند کے نزدیک بھی اس کتاب میں گستاخیاں اور کفریات بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو آخر کس لیے اپنے ہی شاہ شہید کی زبردست اور عینِ اسلام تصنیف کو من وعن شائع کرنے کی بجائے اس میں تبدیلیاں کی گئیں۔ معلوم ہوا کہ خود یہ بھی اس کتاب کی عبارات کو کفریہ عبارات تسلیم کرتے ہیں اسی لئے اب ان عبارات کو تبدیل کرنے کی سعیٔ ناتمام کر رہے ہیں۔

خطرناک مقصد:۔

اگر گستاخانہ عبارات کو تبدیل کرنے سے پہلے اہل دیوبند باقاعدہ اعلان فرماتے اور اس کے بعد اپنے اکابر کی غلطیوں کو تسلیم کرتے اور ان عبارات سے اپنی برأت کا اظہار کرتے

تو یقیناً ان کا یہ فعل قابلِ تحسین ہوتا اور اُمت کے درمیان سے ایک بڑے اختلاف کو مٹانے کا سبب ہوتا لیکن ان حضرات نے ایسا کوئی اقدام نہیں کیا اس لئے مجبوراً! ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس اقدام کے پیچھے بھی ان کا ایک خطرناک اور پر فریب مقصد چھپا ہوا ہے۔ وہ یہ کہ جب کسی مذبذب قسم کے مسلمان کے سامنے کوئی سنی عالم صاحب ''تقویت الایمان'' کی گستاخانہ عبارات کو پیش کریں اور جب وہ تحقیق کرنے کے لیے بازار سے یا کسی بد مذہب سے ''تقویت الایمان'' لاکر اس کا مطالعہ کریگا تو یقیناً عبارات کو سنی عالم کے بتانے کے موافق نہیں پائے گا کیونکہ عبارات کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور اب اس کا ذہن فوراً سنیوں سے بدظن ہو جائے گا اور وہ بغیر کسی محنت کے بد مذہبوں کی صف میں شامل ہو جائے گا۔

للہ انصاف! کیا ہمارا خیال کچھ غلط ہے؟ یقیناً ایک منصف مزاج مسلمان ضرور ہماری تائید کرے گا۔

عذرِ لنگ:۔

غلام رسول مہر صاحب اور مختار احمد ندوی صاحب نے ان تحریفات و ترمیمات کا سبب بیان کرتے ہوئے ایک عذرِ لنگ پیش کیا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اور ان کی علمی لیاقت کی داد دیجئے۔۔۔

غلام رسول مہر صاحب اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

''بعض (اہل علم) کا خیال تھا کہ غیر متداول الفاظ و محاورات بدل دیئے جائیں اور بعض پیچیدہ عبارتوں میں اتنی ترمیم ضرور کر دی جائے کہ ان کا مفہوم عہدِ حاضر کی کتابوں کے مطالعے کی عادی طبیعتوں پر بے تکلف واضح ہو جائے۔ اس قسم کی جزوی ترمیمیں پہلے بھی ہو چکی تھیں لیکن غور و فکر کے بعد یہی مناسب ہوا کہ کسی حصے میں کوئی ترمیم نہ کی جائے اور متن کو انتہائی تحقیق و کاوش سے درست کر کے بجنسہ چھاپ دیا جائے۔ صرف اتنا کیا کہ شاہ شہید کے عہد کا طریق اِملا چھوڑ کر مروجہ طریق اختیار کر لیا۔

۴) جن الفاظ یا فقرات کا مفہوم توضیح طلب تھا، ان کی توضیح حاشیے میں کر دی گئی ہے یا متن میں قوسین کے اندر ایک لفظ یا چند الفاظ بڑھا دیئے گئے۔

(ص ۱۹، ۲۰)

مختار احمد ندوی صاحب اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔۔

''راقم الحروف نے اس کتاب کو از سر نو مرتب کیا ہے۔ جا بجا اس کے قدیم محاورات اور اَدق زبان کی تصحیح کی ہے۔عربی عبارتوں کے ترجمہ میں بالکل ہی جدّت پیدا کی ہے اور اسے ہر طرح عام فہم کرنے کی کوشش کی ہے۔''

(ص ۱۱)

دونوں حضرات نے زبان کی قدامت کا رونا رویا ہے۔ اور صرف زبان ہی کو مروجہ طریقے پر تبدیل کرنے کا اعتراف کیا ہے۔ دونوں نے ہی مشکل عبارات کی تشریح کرنے کا اقرار کیا ہے۔ عربی عبارات کے ترجموں میں تبدیلی کا بھی دونوں اعتراف کرتے ہیں۔ آئندہ صفحات میں ہم یہ ثابت کریں گے کہ زبان اور ترجمے و تشریح کی آڑ میں کس طرح پورے معنیٰ کو ہی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ بس شرط یہ ہے کہ قاری غیر جانبداری اور قبولِ حق کے جذبے کے ساتھ ان صفحات کا مطالعہ کرے۔ ورنہ جانبدارانہ مطالعہ اکثر حق کے قبول کرنے میں آڑے آتا ہے۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں:۔

اس تحریر کی تیاری میں ہم نے ''تقویت الایمان'' کے آٹھ نسخوں سے مدد لی ہے جو آٹھ مختلف مطبعوں سے شائع ہوئے ہیں۔ ان میں دو نسخے ایک ہی ہیں صرف پریس مختلف ہیں اس لیے سات مختلف نسخے ''تقویت الایمان'' کے ہمارے سامنے ہیں جن میں سب سے قدیم دو نسخے بمبئی جامع مسجد کی لائبریری میں موجود ہیں۔ (یہ مسجد ایک زمانہ میں سنّیوں کے ہاتھ میں تھی مگر دیوبندیوں نے اپنی شاطرانہ چالوں سے اس پر قبضہ کرلیا) وہاں سے ہمیں کتاب لانے کی اجازت نہیں (شاید کسی کو بھی کتاب لے جانے کی اجازت نہیں) اس لئے وہیں بیٹھ کر سرسری طور پر صرف گستاخانہ عبارات (جو ہم نے اسعد بک ڈپو کے نسخے سے لکھ لی تھیں کیوں کہ ہمارے پاس سب سے قدیم نسخہ یہی تھا) کا موازنہ کرنے میں ان نسخوں سے مدد لی ہے۔ ذیل میں ان آٹھوں نسخوں کی تفصیل درج کی جا رہی ہے تاکہ ہم پر الزام لگانے سے پہلے مخالفین ان مطبعوں کے ذمہ داروں سے معلومات کرلیں کہ آیا انھوں نے کتاب میں کاٹ چھانٹ کی ہے یا نہیں؟۔۔۔۔

۱) یہ نسخہ ساتوں نسخوں میں سب سے پرانا ہے جسے ''محمد اسمٰعیل صاحب'' یا ''محمد ابراہیم

صاحب'' (کیوں کہ پہلے صفحے پر الگ نام ہے اور آخری صفحے پر الگ نام چھپا ہے) کے اہتمام سے شائع کیا گیا ہے۔ حسب فرمائش ''حاجی محمد سعید صاحب'' مطبع کے نام بھی پہلے اور آخری صفحے پر مختلف ہیں پہلے صفحے پر ''مطبع ابرہیم واقع لکھنؤ'' اور آخری صفحے پر ''مطبع رزاقی و مجیدی کانپور'' کا نام درج ہے۔ تاریخ طباعت ۱۰ رجمادی الاوّل ۱۳۲۷ھ درج ہے۔ جامع مسجد بمبئی میں موجود ہے۔

۲) اس نسخہ کی طباعت ''مطبع مرکنتائل پرنٹنگ دہلی'' میں ہوئی ہے۔ باہتمام ''قاضی جمیل صاحب''۔ حسب فرمائش ''جناب حافظ شیخ حمیداللہ صاحب'' فنانشل سکریٹری آل انڈیا اہل حدیث۔ تاریخ طباعت رمضان ۱۳۴۱ھ درج ہے۔ جامع مسجد بمبئی میں موجود ہے۔

۳) یہ نسخہ ''اسعد بک ڈپو دیوبند'' سے شائع ہوا ہے۔ سالِ طباعت وغیرہ کچھ نہیں دیا گیا ہے۔ لیکن اس کی بوسیدہ حالت بتاتی ہے کہ کافی پرانا نسخہ ہے۔

۴) اس نسخہ کی تقدیم و تحقیق ''مختار احمد ندوی صاحب'' نے کی ہے۔ اور طباعت بھی اُن کے اپنے مطبع ''الدار السّلفیہ'' میں ہوئی ہے۔ حالاں کہ اندرونی صفحہ پر ''دارالمعارف'' کا نام بھی درج ہے۔ سنِ طباعت ۱۹۹۷ء دیا ہے۔ حالانکہ مختار احمد صاحب نے کافی پہلے اسے شائع کیا تھا۔ غالباً ہمارے پاس پہلے ایڈیشن کا نسخہ نہیں ہے۔

۵) اس نسخہ کے شائع کرنے میں اہتمام ہے ''ایس اے شمعون قاسمی صاحب'' کا اور تسہیل و مقدمہ ہے ''غلام رسول مہر صاحب'' کا۔ ناشر ہیں ''شیخ الاسلام اکیڈمی، دہلی'' سالِ طباعت درج نہیں ہے۔

(مندرجہ بالا تینوں نسخے ''تحریک فکر رضا'' کے آفس میں موجود ہیں)

۶) اس نسخہ کو ۱۴۱۱ھ میں حج کے موقع پر سعودیہ میں مفت تقسیم کیا گیا تھا۔ مطبع ''ادارہ عامہ برائے طباعت و اشاعت، ریاض''۔ تدوین و مقدمہ ''غلام رسول مہر صاحب''۔

(یہ نسخہ اور نمبر ۵ کا نسخہ ایک ہی ہیں۔)

۷) اس نسخے کے ناشر ہیں ''مکتبہ تھانوی، دیوبند'' باہتمام ''وقار علی صاحب'' تاریخِ طباعت یکم اپریل ۱۹۸۴ء۔ اس نسخہ کے اندرونی پہلے صفحے پر لکھا ہے ''ترمیم کے حقوق محفوظ ہیں''۔ اللہ اکبر! یعنی خود وقار علی صاحب کو بھی خدشہ ہے کہ ان کے ترمیم کرنے کے باوجود ان کی پارٹی کی لوگ اور بھی ترمیم کرنے سے باز نہ آئیں گے اس لئے آپ نے ترمیمات کا دروازہ بند کرنے کی ایک ناکام کوشش کی اور مندرجہ بالا جملہ لکھ کر اپنے قلب کو مطمئن کرلیا۔

(نمبر ۶ اور ۷ کے نسخے راقم کے ذاتی ہیں۔)

۸) اس نسخہ کو مکتبہ ندویہ سے ابوالحسن ندوی صاحب کے حواشی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ بار اوّل کی طباعت ۱۴۱۲ھ دی ہوئی ہے۔(جناب مفتی اشرف رضا خطیب و امام اشرفیہ مسجد، منیش مارکیٹ، ممبئی کی عنایت سے یہ نسخہ راقم کو کتاب کی تیاری کے لئے حاصل ہوا۔ طالب دعا حضرت کی اس عنایت پر تہہ دل سے آپ کا شکر گزار ہے۔ مولیٰ عزوجل موصوف کو جزائے کاملہ عطا فرمائے۔ آمین)

کتاب کی ترتیب کے بارے میں:۔

تحریر کی ترتیب ہم نے اس طرح کی ہے۔ سب سے پہلے ''اسعد بک ڈپو'' سے شائع شدہ نسخہ کی عبارات کو رکھا ہے پھر دوسرے نسخوں کی بدلی ہوئی عبارتوں کو پیش کیا ہے۔ اکثر جگہوں پر ''جامع مسجد'' کے قدیم نسخوں اور اسعد بک ڈپو کے نسخے میں موافقت ہے لیکن کہیں کہیں ''اسعد بک ڈپو'' کے نسخے میں بھی تبدیلیاں کی گئی ہیں ایسے مقامات میں ہم نے ''جامع مسجد'' کے نسخوں کو اوّلیت دی ہے۔ عبارات کی ترتیب ''تقویت الایمان'' کی اصل ترتیب کے مطابق ہی رکھی ہے۔

نسخوں کے حوالے دینے میں ہم نے پورے نام لکھنے کی بجائے مختصراً نشاندہی کی ہے، جیسے ''الدار السّلفیہ'' کے نسخہ کو ''سلفی نسخہ''، ''مکتبہ تھانوی دیوبند'' کے نسخہ کو ''تھانوی نسخہ'' اور ''ادارہ عامہ برائے تبلیغ و اشاعت ریاض'' کے نسخہ کو ''سعودی نسخہ'' اور ''مکتبہ ندویہ'' کے نسخہ کو ''ندوی نسخہ'' کا نام دیا ہے۔

تحریفات کا سلسلہ شروع:۔

اب جگر تھام کر پڑھیے کہ خیانت کی زندہ تصویر سامنے آنے والی ہے۔

اسمٰعیل دہلوی صاحب نے کتاب کے شروع میں جو حمد و صلوٰۃ لکھی ہے اس میں سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اس طرح بیان کرتے ہیں:

عبارت نمبر ا:۔

''سوائے پروردگار ہمارے تو اپنے حبیب پر اور اس کے آل و اصحاب پر اور

اس کے سب نائبوں پر ہزار ہزار درود اور سلام بھیج اور اس کی پیروی کرنے والوں کو رحمت کر اور ہم کو ان میں شریک کر اور ہم کو اسی کی راہ پر جیتے اور موئے قائم رکھ اور اسی کے تابعوں گن رکھ، آمین رب العالمین''

(اسعد بک ڈپو ص ۹)

تحریف ۱:-

لیکن اسی عبارت کو مختار احمد ندوی صاحب کے انداز میں دیکھیے۔

''اے ہمارے پروردگار! تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر، ان کے آل و اصحاب پر اور ان کے نائبوں پر ہزار ہزار درود و سلام بھیج اور ان کی پیروی کرنے والوں پر رحمت کر اور ہم کو ان کے ساتھ شریک کر اور انہی کی راہ پر جیتے جی قائم رکھ اور انہی کے تابعوں میں گن۔ آمین یا ربّ العالمین۔''

(الدار السّلفیہ ص ۱۲)

وقار علی صاحب کی عبارت بھی ایسی ہی ہے۔

غلام رسول مہر صاحب کی لیاقت کا اندازہ بھی لگا ہی لیجیے۔

''اے رب ہماری طرف سے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر، ان کے اہل و عیال پر، ان کے صحابہ کرام پر اور ان کے جانشینوں پر اپنی رحمت و سلامتی کی بارش نازل فرما۔ ہمیں بھی ان میں شامل فرما اور اسلامی زندگی بسر کرنے کی توفیق دے اور اسلام پر ہمارا خاتمہ فرما اور ان کے تابعداروں کی فہرست میں ہمارا بھی نام لکھ لے۔ آمین ثم آمین''

(ادارہ عامہ برائے تبلیغ واشاعت، ریاض ص۲۲)

آپ نے دیکھا کہ تینوں عبارات میں بین فرق موجود ہے۔ ہمیں ہر تبدیلی سے بحث نہیں کرنی ہے ہم جس تبدیلی کی طرف قارئین کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پانچ مرتبہ لفظ ''اُس'' کا استعمال فرمایا ہے، جسے بدل کر مختار احمد ندوی اور غلام رسول مہر اور وقار علی صاحبان نے ''اُن'' کر دیا۔

ایک جاہل سے جاہل مسلمان بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اس طرح کا کم درجہ کا لفظ کبھی استعمال نہیں کرے گا۔ اور پھر اسمٰعیل دہلوی صاحب تو اہل نجد کے

نزدیک بہت بڑے عالم و فاضل ہیں۔ اس علم وفضل کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایسا لفظ استعمال کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کا مقصد پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو گھٹانا تھا اسی لئے لفظ ''اُس'' کا استعمال کر کے عوام کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایسے کم درجے والے الفاظ استعمال کرنے کی دعوت دی گئی۔ اسمٰعیل دہلوی صاحب کی اس حالت کو دیکھ کر ہمیں کہنا ہی پڑتا ہے کہ۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

لفظ ''اُس'' کا استعمال کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو کم کرنا ہے اس بات کا اعتراف خود غلام رسول مہر صاحب اور مختار احمد ندوی صاحب اور وقار علی صاحب کو بھی ہے ورنہ کیا ضرورت تھی کہ یہ حضرات ''اس'' کو ''ان'' سے تبدیل کرتے۔ اس حرکت کے ذریعے ان حضرات نے اپنے شہید صاحب کی گستاخی کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ لیکن اسی حرکت کی وجہ سے، اور اس عبارت کو بے ادبی کے دائرے سے نکالنے کے چکر میں اپنے شہید صاحب کو بے ادب مان چکے ہیں۔

عبارت نمبر۲:۔

''اوّل سنا چاہئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ شرک وتوحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالاں کہ شرک میں گرفتار ہیں۔''

(اسعد بک ڈپو ص ۱۱)

تحریف ۲:۔

غلام رسول مہر صاحب اور وقار علی صاحب کے قلم کا جادو ملاحظہ فرمایئے:

''عام طور پر لوگوں میں شرک پھیلا ہوا ہے۔ توحید نایاب ہے اکثر ایمان کے دعویدار توحید وشرک کے معنی ہی نہیں سمجھتے۔ مسلمان ہیں مگر بے شعوری میں شرک میں گرفتار ہیں۔''

(سعودی نسخہ ص ۲۷)

"عام طور پر لوگوں میں شرک پھیلا ہوا ہے۔ توحید نایاب ہے اکثر دعویداران ایمان توحید وشرک کے معنی ہی نہیں سمجھتے۔ مسلمان ہیں مگر شرک میں گرفتار ہیں۔"

(مکتبہ تھانوی دیوبند ص ۱۲)

اسمٰعیل دہلوی صاحب کی اصل عبارت میں اس جملہ پر غور کیجئے "اصل توحید نایاب ہے" یعنی اسمٰعیل دہلوی صاحب کے نزدیک توحید کی قسمیں ہیں اصلی توحید اور نقلی توحید اور یہ بات از روئے شرع کہاں تک صحیح ہے اس کا جواب خود قارئین ہی دے سکتے ہیں ہمیں کچھ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اسمٰعیل دہلوی صاحب کے نزدیک جو مسلمان ہیں وہ صرف نام کے یا دکھاوے کے مسلمان ہیں توحید نام کی شئے ان مسلمانوں کے پاس پائی نہیں جاتی اسی لئے لکھا کہ اصل توحید نایاب ہے۔ نایاب کا معنی ہوتا ہے ناپائی جانے والی شئے۔ اس جملے کے ذریعے آپ نے تمام مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دیا۔ غلام رسول مہر اور وقار علی صاحبان کو اس جملے میں شاید یہی بات نظر آئی اور آپ حضرات نے عوام کو دھوکا دینے کے لئے جملے سے "اصل" لفظ اڑا دیا۔ اور اب عبارت "توحید نایاب ہے" ہوگئی اس طریقے سے جو حملہ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے مسلمانوں کے ایمان پر کیا تھا اس حملے میں کچھ کمی کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ لیکن غیر مقلدین کے مذہبی پیشوا مختار احمد ندوی صاحب کے نزدیک ایسی کوئی بات نہیں تھی اس لئے آپ نے کسی تبدیلی کو گوارا نہ کیا۔ اس طرح یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ اس کتاب کی عبارات کے سلسلے میں خود اس کتاب کے ماننے والے بھی متفق نہیں ہیں، ہر کوئی اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے کاٹ چھانٹ کر دیتا ہے۔ اگر ہمیں اس کتاب کے اور نسخے مل جاتے تو ہمیں یقین ہے کہ ان تمام نسخوں میں یکسانیت بالکل نہیں ہوتی اور ہر نسخہ دوسرے سے مختلف ہوتا۔ یہ حال ہے سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب کا۔

مسلمانوں کو مشرک وخارجِ اسلام قرار دینا......

اس کے بعد اصل عبارت کچھ اس طرح تھی" حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔" اس ایک جملے کے ذریعے مصنف نے اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے تمام مسلمانوں کو خارج از اسلام اور مشرک قرار دے دیا کیسے؟ ذرا عبارت پر غور کیجئے" حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔" یعنی شرک کر رہے ہیں اور جو شرک کرے اسے مشرک ہی کہا جاتا ہے۔ اور مشرک کا

اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رہتا جب تک کہ توبہ نہ کرلے۔

اپنے اسمٰعیل شہید صاحب کے اس جرم کا جب اہل دیوبند کو احساس ہوا تو ان حضرات نے اس جرم کو چھپانے کے لئے پھر سے خیانت کا سہارا لیا اور عبارت کو بدل کر اس کا معنی تبدیل کر دیا کیسے؟۔۔۔۔ ملاحظہ فرمایئے۔

تحریف ۳، نیا مذہب :۔

وقار علی صاحب نے لفظ ''مسلمان'' بڑھا دیا اور لکھا کہ ''مسلمان ہیں مگر شرک میں گرفتار ہیں۔'' یہ بات ہمارے سمجھ میں نہیں آتی کہ کوئی شخص مسلمان اور مشرک دونوں ایک ساتھ کیسے ہوسکتا ہے۔ یا تو مسلمان ہوگا یا مشرک۔ لیکن اپنے شہید صاحب کو بچانے کی دھن میں ان حضرات نے شاید کوئی نیا مذہب ایجاد کیا ہے جس میں انسان شرک کرنے کے باوجود مسلمان ہی رہتا ہے۔ رہا احادیث میں شرکِ اصغر کا ذکر تو اس کے بارے میں ہر کوئی جانتا ہے کہ اس قول کے ذریعے اعمال میں ریاکاری اور دکھاوے اور اسی طرح کی دوسری چیزوں سے بچنے کی تعلیم دی جارہی ہے۔

ایک نئی اصطلاح :۔

وقار علی صاحب نے تو صرف ''مسلمان ہیں'' بڑھایا تھا اور اپنے اسمٰعیل دہلوی صاحب کے ذریعے اسلام سے خارج کیے گئے مسلمانوں کو دوبارہ اسلام میں لانے کی کوشش کی تھی لیکن غلام رسول مہر صاحب ان سے بھی دو قدم آگے بڑھ گئے، عبارت کا معنی ایسا بدلا کہ سارے الزامات خود بخود ختم ہو جائیں۔ عبارت کو بدل کر کچھ اس طرح لکھتے ہیں،

''مسلمان ہیں مگر بے شعوری میں شرک میں گرفتار ہیں۔''

شاید غلام رسول مہر صاحب، وقار علی صاحب کے نئے مذہب سے متفق نہ ہو سکے اور یہ بات آپ کی بھی سمجھ میں نہیں آئی کہ کوئی شرک میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی مسلمان کیسے رہ سکتا ہے، لیکن اپنے شہید صاحب کو بچانا بھی تھا تب آپ کو ایک راستہ دکھائی دیا اور موصوف نے دین میں ایک نئی اصطلاح پیدا کر دی اور لکھ دیا کہ '' بے شعوری میں شرک میں گرفتار ہیں۔'' یعنی جو شخص شرک کرے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے ہماری اس بات کا غلام رسول مہر صاحب کو بھی اقرار ہے اسی لئے آپ نے '' شعوری شرک'' اور ''لاشعوری

شرک“ کی نئی اصطلاح پیدا کر دی گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جو مسلمان جان بوجھ کر شرک کرے وہ تو مشرک ہو جائے گا لیکن جو انجانے میں (بے شعوری کا یہی معنی ہوتا ہے) شرک کرتا جائے اسے مشرک نہیں کہنا چاہئے۔ ”شرک میں گرفتار ہیں“ یہ جملہ اسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ لگا تار شرک کئے جا رہے ہیں، لیکن غلام رسول مہر صاحب کے نزدیک انجانے میں چاہے کتنا ہی شرک کر لیا جائے انسان مسلمان ہی رہتا ہے۔ لیکن ایسی کسی بات کا اشارہ تک بھی اصل عبارت میں نہیں ملتا۔ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے تو صاف لکھا ہے کہ ”حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔“ ذرا بتایئے کہ اس میں کہاں اس بات کا ذکر ہے کہ شرک کرنے کے باوجود مسلمان ہیں یا بے شعوری میں شرک کر رہے ہیں اس لئے مسلمان ہیں بس اتنا لکھا ہے کہ ”ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔“ یہاں ایمان کا دعویدار کہا گیا ہے ایمان والا یا مسلمان نہیں کہا گیا ہے۔

ایک عبارت کے تین رنگ:۔

اب ایک ہی عبارت کے تین مختلف معنی ہو گئے، کوئی تو مسلمانوں کو اسلام سے خارج قرار دے رہا ہے، کوئی شرک کرنے کے باوجود انسان کو مسلمانوں میں شامل مانتا ہے، اور کسی کے نزدیک ”شعوری شرک“ اور ”بے شعوری“ شرک کی نئی اصطلاح پائی جاتی ہے۔

مختار احمد ندوی صاحب اب بھی خاموش ہی رہے ہیں اور اس بات کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں کہ ان کے نزدیک مصنف نے مسلمانوں کو جس طرح اسلام سے خارج کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن جناب آپ کے ماننے سے کیا ہوتا ہے آپ ہی کی برادری والے اسے صحیح نہیں مانتے اور آپ کے شہید صاحب کو مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرنے کا مجرم قرار دیتے ہیں۔ اس کا فیصلہ تو آپ لوگوں کو ہی کرنا ہے کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب مجرم ہیں یا نہیں اور یہ فیصلہ آپ کیسے کرتے ہیں یہ بات ہم آپ کے اختیار پر چھوڑتے ہیں۔

قارئین کرام اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے کہ مصنف نے مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرنے کا جو جرم کیا اسے چھپانے کے لئے کس طرح عبارت کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ اطمینان رکھئے اس قسم کی اور بھی کئی شہادتیں ہم آپ کی بارگاہ میں پیش کرنے والے ہیں۔ بس غیر جانبداری کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

عبارت نمبر ۳:-

وہابیوں کا یہ امتیازی نشان ہے کہ جس کام سے بھی اللہ کے پیاروں کی محبت اور عظمت جھلکتی ہو اس کام کو یہ لوگ فوراً شرک کے فتوے سے نوازتے ہیں اور ایسے امور کے کرنے والوں کو اپنے باطل مذہب کے مطابق مشرک مانتے ہیں۔ اسماعیل دہلوی صاحب نے ''تقویت الایمان'' اسی خطرناک مقصد کے تحت لکھی تھی تا کہ عوام کو شرک کے فتوؤں سے ڈرا کر اللہ کے پیاروں سے دور کیا جائے اسی لئے انھوں نے اس کتاب میں بالخصوص ایسے کاموں کا ذکر کیا ہے جو ازروئے شرع بالکل جائز تھے لیکن ان سے انبیاء و اولیاء کی شان ظاہر ہوتی تھی اسی لئے اسماعیل دہلوی صاحب نے ان تمام کاموں کو شرک اور کرنے والوں کو مشرک یعنی اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں ۔۔۔۔

''سو سننا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اور حاجت براری کے لئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین اور ان کے جینے کے لئے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کے نام کی بدھی پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے (اوّل تو اس قسم کے کام کوئی مسلمان کرتا نہیں یعنی چوٹی رکھنا یا بدھی پہنانا یا کپڑے پہنانا اگر کوئی کرتا بھی ہو تو یہ اس کی جہالت ھے اسے روکا جائے گا ھاں اگر کوئی جانتے بوجھتے اور غلط عقیدہ رکھتے ہوئے ایسے کام کرے تو اس کی بات دیگر ھے۔ لیکن چند افراد کی جہالت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ساری قوم کو مشرك قرار دینا یہ کہاں کا انصاف ھے؟ طالبِ دعا عفی عنه) کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے کوئی مشکل کے وقت کسی کی دہائی دیتا ہے کوئی اپنی باتوں میں کسی نام کی قسم کھاتا ہے غرض جو کچھ ہندو اپنے بتوں

سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء اور انبیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے کر گذرتے ہیں اور دعوے مسلمانی کے کیے جاتے ہیں سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ۔ سچ فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ یوسف میں وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون ترجمہ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں۔

ف: یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔''

(اسعد بک ڈپو ص ۱۱)

ابوالحسن علی ندوی صاحب نے کسی قسم کی تبدیلی وترمیم کرنے کی بجائے اپنے مطلب کا معنی بنانے کے لئے تشریحی عبارات کے ذریعے کام نکالا ہے، لیکن کہیں کہیں یہ جناب بھی تحریف سے نہیں چوکے ہیں۔ اس پیراگراف میں بھی موصوف نے تبدیلی کی بجائے تشریح کی ہے، ہم بھی ان ہی تشریحات کے ذریعے کام چلائیں گے۔

عبارت کے مطالعے کے بعد قارئین پر روشن ہو گیا ہو گا کہ ہم نے جو دعویٰ کیا تھا وہ بالکل صحیح ہے۔ مصنف کے نزدیک ایسے کام کرنے والے اسلام سے خارج ہیں تبھی تو قرآن کریم کی وہ آیت پیش کی ہے جس میں زمانۂ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مشرکین سے خطاب کیا گیا ہے۔

رہی یہ بات کے یہ تمام کام جائز ہیں یا ناجائز؟ تو اگر ہم ان باتوں کو ثابت کرنے بیٹھ گئے تو اپنے موضوع سے دور ہو جائیں گے جو ہم نہیں چاہتے کیوں کہ لایعنی باتوں کے ذریعے کتاب کی ضخامت بڑھانا فعل مستحسن نہیں۔ اور دوسری بات جو ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں وہ یہ کہ اس کتاب کے تمام جاہل اعتراضوں کا عالمانہ جواب ہمارے اکثر علمائے اہل سنّت دے چکے ہیں۔ (راقم کی نظر میں حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ''اطیب البیان فی ردّ تقویت الایمان'' اس موضوع پر بہت ہی مفید کتاب ہے اپنے علم کو بڑھانے کے لئے اور مخالفین کے اعتراضات اور وسوسات سے بچنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ہی مفید ہوگا انشاء اللہ)

اس عبارت کو پوری طرح بدلنے کی تو کسی میں ہمت نہ ہوئی کیونکہ اس طرح ہر خاص وعام اس تبدیلی پر مطلع ہو جاتا اس لئے اپنے مرضی کے مطابق معنی بنانے کے لئے کہیں کہیں تبدیلی کی گئی ہے اور پورے معنی کو بدل کر رکھ دیا گیا ہے۔ آپ بھی ان بڑے بڑے علمائے

حق کی حقانیت کا جائزہ لیجئے اور حق کا فیصلہ کیجئے۔

تحریف ۴ :-

غلام رسول مہر صاحب نے اس طرح تبدیلی کی ہے۔

”عموماً لوگ آڑے وقت پیروں کو، پیغمبروں کو، اماموں کو، شہیدوں کو، فرشتوں کو اور پریوں کو پکارا کرتے ہیں انہیں سے مرادیں مانگتے ہیں۔ انہیں کی منتیں مانتے ہیں۔ مرادیں بر لانے کے لئے انہیں پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں۔ اور بیماریوں سے بچنے کے لئے اپنے بیٹوں کو انہیں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ کسی کا نام عبدالنبی۔ کسی کا علی بخش۔ کسی کا حسین بخش۔ کسی کا پیر بخش۔ کسی کا مدار بخش۔ کسی کا سالار بخش۔ کسی کا غلام محی الدین اور کسی کا غلام معین الدین وغیرہ ہے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے، کوئی کسی کے نام کی بدھی یا کپڑے پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کی بیڑی پہناتا ہے، کوئی کسی کے نام کے جانور ذبح کرتا ہے، کوئی مشکل پڑنے پر کسی کو پکارتا ہے اور کوئی کسی کی قسم کھاتا ہے۔ غیر مسلم جو معاملہ دیوی دیوتاؤں سے کرتے ہیں وہی یہ نام نہاد مسلمان انبیا، اولیا، ائمہ، شہداء، ملائک اور پریوں سے کرتے ہیں اس کے باوجود مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔“

(سعودی نسخہ ص ۲۷

وقار علی صاحب کی عبارت بھی بہت کچھ اسی طرح کی ہے صرف ایک دو جگہ فرق ہے۔ وہ فرق ہم تجزیہ کے دوران پیش کر دیں گے۔ پوری عبارت کو نقل کرنے سے قارئین پر بوجھ پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے صرف مختلف جملوں اور صفحہ نمبر کی نشاندہی کر دیں گے۔

مختار احمد ندوی صاحب کا بدلا ہوا روپ :-

مختار احمد ندوی صاحب کی تحریف کو جاننے کیلئے بہت ہی باریکی کے ساتھ عبارت کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے، کیونکہ موصوف نے بڑی چالاکی کے ساتھ ایک دو لفظ غائب کر دیئے ہیں۔۔۔

”اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں، اماموں اور شہیدوں کو اور فرشتوں اور پریوں

کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اور حاجت برآری کے لئے انکی نذر ونیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کی ان کی طرف نسبت کرتے ہیں، کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش، کوئی نبی بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین، اور ان کے جینے کے لئے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کے نام کی بدھی پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسی کے نام کا جانور کرتا ہے کوئی مشکل کے وقت دہائی دیتا ہے کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے۔ غرضیکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء و اولیاء اور اماموں شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گذرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کیے جاتے ہیں۔

سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ"

(الدار السلفیہ ص ۱۶،۱۷)

قرآن کی آیت وہی ہے ترجمہ بدلا ہوا ہے۔

تحریف ۵:-

اسمٰعیل دہلوی صاحب نے لکھا ہے کہ "اور حاجت برائی کے لئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں۔" اس عبارت کو بدل کر غلام رسول مہر صاحب اور وقار علی صاحب نے اس طرح کر دیا "مرادیں بر لانے کے لئے انہیں پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں۔"

نذر و نیاز کرنا اور نذر و نیاز چڑھانا ان دونوں چیزوں کے درمیان کتنا بڑا فرق ہے شاید یہ بتانے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ ذرا تصور کیجئے کہ ان دونوں عبارات کے ذریعے سے مسلم قوم کو اسلام سے خارج کرنے کی کیسی مذموم کوشش کی جا رہی ہے۔ سنی مسلمان اگر کسی بزرگ کی نیاز کرتا ہے تو اسے معاذ اللہ خدا یا خدا کا شریک سمجھ کر نہیں بلکہ اللہ عزوجل کا ایک مقرب بندہ سمجھ کر اس بزرگ کے وسیلہ سے اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے۔ اب اسے کیا کہیے کہ اہل دیوبند کے نزدیک یہ بات بھی شرک ہی ہے جیسا کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے خود بھی اس بات کی تصریح کی ہے۔

معنی کی تبدیلی:۔

لیکن ہماری بحث جس بات سے ہے وہ یہ ہے کہ اصل عبارت کے پڑھنے سے یہ ذہن ملتا تھا کہ سنی مسلمان، بزرگوں کی نذر ونیاز کرتے ہیں اور اس بات کا کسی قسم کے شرک سے دور کا بھی تعلق نہیں اور اسی بات پر اسمٰعیل دہلوی صاحب کی زبردست پکڑ کی گئی۔ تب اہل دیوبند نے اپنے شہید صاحب کی جان بچانے اور مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے عبارت کا معنی اس طرح بدلا کہ اگر اس عبارت کو اب کوئی پڑھے تو فوراً پکار اُٹھے کہ سنی مسلمان یقیناً مشرک ہیں۔کیسے؟۔۔۔۔۔

نذر ونیاز کرنا یہ صرف مسلمان کا ہی خاصہ ہے۔مسلمان کسی مزار پر یا کسی بزرگ کے تبرک پر نذر ونیاز چڑھاتا نہیں، بلکہ مسلمان کسی بزرگ کے نام کی نیاز کرتا ہے۔سنی مسلمان مزار پر جاکر اس چیز کو سامنے رکھ کر فاتحہ خوانی کر کے، مزار سے تبرک حاصل کر کے اس نیاز کو تقسیم کردیتا ہے اور یہ تمام باتیں ازروئے شرع کسی قسم کی قباحت کی حامل نہیں بلکہ صالحین کا طریقہ ہے۔(جیسا کہ ہم نے پہلے ہی لکھ دیا ہے کہ ہمارا موضوع اس کتاب کے جاہل اعتراضات کے جواب دینا نہیں ورنہ اگر ہم جواب دینے بیٹھ جائیں تو پوری ایک الگ کتاب اسی موضوع پر بن جائے۔اور ہم یہ ثابت کردیں کہ مسلمان جو نذر ونیاز کرتے ہیں وہ بالکل جائز اور مستحسن امر ہے۔راقم)

اسی مستحسن اور جائز امر یعنی نذر ونیاز کرنے کو شرک بنانے کے لئے عبارت بدل کر نذر و نیاز چڑھانا کر دیا گیا۔ ایک ان پڑھ اور جاہل مسلمان بھی کسی مزار پر نذر و نیاز چڑھاتا نہیں۔ یہ کام مشرکین کا ہے مشرکین اپنے بتوں یا ان کے مندروں پر جاکر پرساد چڑھاتے ہیں اور اسی فعل کا نام انھوں نے بھینٹ چڑھانا رکھا ہے۔اسی چیز کو سنی مسلمانوں پر تھوپ کر انھیں مشرک ثابت کرنے کے لیے عبارت میں تحریف کر کے معنی کچھ کا کچھ بنا دیا گیا صرف اس لئے کہ اپنے باطل مسلک کا دفاع ہو سکے اور اپنے بزرگ کی بات رہ جائے۔ چاہے اس کے لیے کتنے ہی مسلمانوں کے ایمان کا خون ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔اور اس کے باوجود ہمیں پر الزام کے ہم بہت شدت برتتے ہیں۔ ذرا اپنی شدت کا نظارہ کر لیتے تو ہم پر یہ الزام لگانے سے پہلے کچھ تو شرم ضرور آتی۔

مختار احمد ندوی صاحب نے اس جگہ بھی کسی قسم کی خیانت نہیں کی ہے۔اسی پیرا گراف میں ایک اور جگہ تبدیلی کی گئی ہے آیئے لگے ہاتھوں اس کا بھی تجزیہ کرلیا جائے۔

اصل عبارت کچھ اس طرح تھی ''کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے'' یہ مسئلہ بڑا ہی سلجھا ہوا مسئلہ تھا اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش تک نہ تھی۔ بات صرف اتنی ہے کہ سنّی مسلمان سرکارِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی اور بزرگ کی نیاز کرنے کے لیے کوئی بکرا یا اور کوئی جانور پال لیتے ہیں اور جب کوئی اس بکرے کے بارے میں سوال کرتا کہ ''کیا یہ بکرا بیچنا ہے؟ یا اس بکرے کو قربانی کے لیے رکھا ہے یا عقیقہ وغیرہ کے لیے؟'' تو اس جانور کا مالک جواب دیتا ہے کہ ''نہیں صاحب یہ جانور تو سرکارِ غوثِ پاک (یا غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا ہے۔'' اس جواب سے اس کی مراد یہی ہوتی کہ اس جانور کو فلاں بزرگ کی نیاز میں استعمال کرنا ہے۔ اس بات میں کسی قسم کی کوئی بھی شرعی گرفت نہیں تھی۔ اور اس طرح کی نیاز کے لیے جانور کو کسی بزرگ کے نام سے منسوب ومشہور کردینا اس کا رواج بہت ہی پہلے سے تھا ''تفسیراتِ احمدیہ'' جو ایک قدیم اور مستند تفسیر ہے اور حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ اس تفسیر میں بھی اس قسم کے جانور اور نیاز کے جائز ہونے کا صراحت کے ساتھ بیان موجود ہے۔

لیکن افسوس کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کو مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنے کا ایسا بھوت چڑھا تھا کہ انھیں ایسی کوئی عبارت کہیں نظر نہ آسکی (یا جان بوجھ کر ان عبارات سے صرف نظر کی گئی اس کا بھید تو اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی جانیں) اور آپ نے لکھ دیا کہ کسی بزرگ کے نام کا جانور کرنا یعنی اس جانور کو کسی بزرگ کے نام سے مشہور کرنا یہ بھی شرک ہے (معاذ اللہ) اسی لئے لکھ دیا کہ ''کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے'' اور اس طرح آپ نے ایک خالص دینی واسلامی فعل کو شرک قرار دے دیا اور مسلمانوں کو مشرک بنا دیا۔ لیکن جب عوام پر اس عبارت کی حقیقت کھلی اور جب چہار جانب سے سوالات کی بوچھار ہوئی تو اہل دیوبند کو اور کوئی راستہ نہ دکھائی دیا کہ جس کے ذریعے اپنے شہید صاحب کی عزت بھی رکھ لیتے اور ان کی بات بھی جھوٹی نہ ہو پاتی، اس لئے عبارت کا معنی بدلنے اور عوام کو مطمئن کرنے کی غرض سے کاٹ چھانٹ کا سہارا لیا گیا اور ایک نئے روپ میں عبارت کو پیش کیا گیا ملاحظہ فرمائیے۔۔۔

تحریف ۶ اور بدلا ہوا معنی:۔

غلام رسول مہر صاحب کی بدلی ہوئی عبارت کچھ اس طرح ہے ''کوئی کسی کے نام کے

جانور ذبح کرتا ہے" قارئین کرام بڑی ہی آسانی کے ساتھ اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس طرح زہر کو شہد بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اسماعیل دہلوی صاحب نے لکھا تھا کہ "کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے" اس عبارت کی تشریح ہم نے اوپر کردی اور اس کا معنی بھی بتا دیا کہ کس طرح مسلمانوں کو مشرک ثابت کیا جا رہا ہے، اور غلام رسول مہر صاحب نے اسی عبارت کو بدل کر اس طرح کر دیا "کوئی کسی کے نام کے جانور ذبح کرتا ہے۔"

جی ہاں! ٹھیک پہچانا آپ نے اس عبارت میں ذبح کا لفظ بڑھایا گیا ہے، اور اس ایک لفظ کے ذریعے پوری عبارت کے معنی کو بدل کر رکھ دیا گیا ہے۔ کسی کے نام کا جانور کرنا اس کا صرف یہی معنی تھا کہ جانور کو کسی بزرگ کی نیاز کے لیے مخصوص کر دیا جائے اور اس بزرگ (چاہے نبی ہوں یا ولی) کے نام سے اس جانور کو مشہور کر دیا جائے اور یہ بات بالکل جائز تھی۔ لیکن کسی بزرگ کے نام کا جانور ذبح کرنا یہ بالکل مختلف بات ہے اس کا معنی یہ ہوا کہ کوئی جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھنے کی بجائے اس بزرگ کا نام پڑھے مثلاً کہے بسم عبد القادر جیلانی، عبد القادر اکبر معاذ اللہ! ایک جاہل سے جاہل مسلمان بھی اس قسم کا فعل کسی قیمت پر نہیں کرسکتا۔ تمام عالم کے مسلمان جانور پر ذبح کے وقت اللہ عزوجل کا ہی نام لیتے ہیں کوئی بھی کسی بزرگ کا نام لے کر جانور ذبح نہیں کرتا۔

اس عبارت کے ذریعے سُنّی مسلمانوں پر جو بہتان تراشا گیا ہے اور اس طرح کے کئی اور جھوٹے الزامات لگا کر ہم مسلمانوں کو بدنام کرنے کی جو سازش بد مذہب کیے جا رہے ہیں اس کا حساب تو ان نام نہاد مسلمانوں کو قیامت کے دن بارگاہِ ذوالجلال میں دینا ہوگا لیکن انھیں خدا کا خوف ہو تب تو کوئی بات ہوتی لیکن یہاں تو۔

شرم نبی خوف خدا
یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

صرف اپنے عالم کی بات رکھنے کے لیے بغیر کسی ثبوت کے مسلمانوں پر اتنا گھناؤنا الزام لگایا گیا ہے۔ اور عبارت کو بدل کر اپنے مطلب کی بنا دینے میں اہل دیوبند کا کیا فائدہ ہے اسے بھی سمجھتے چلیں۔ اگر کوئی اصل عبارت کو پڑھے تو فوراً اس کا خیال اسی طرف جائے گا کہ "تقویت الایمان" کی عبارت کے ذریعے ایک جائز کام کو شرک اور مسلمانوں کو مشرک ثابت کیا جا رہا ہے لیکن اب اگر کوئی کم علم مسلمان کسی سے یہ کہے کہ "تقویت الایمان" میں جانور کسی بزرگ کے نام پر مشہور کر دینے کو بھی شرک لکھا ہے، تو بڑی ہی صفائی کے ساتھ اس

بھولے بھالے مسلمان کو بدلی ہوئی عبارت دکھا کر جتایا جاسکتا ہے کہ ”اسماعیل شہید صاحب نے تو کسی بزرگ کے نام پر جانور ذبح کرنے کو شرک لکھا ہے۔“ اور اس طرح اپنے شہید صاحب کا دفاع بھی ہو جائیگا اور ایک اور صحیح العقیدہ مسلمان اپنے دام تزویر میں پھنس جائیگا۔

تحریف میں پھر سے اختلاف:-

ایک مزے کی بات یہ ہے کہ اس ٹکڑے کو بدلنے میں صرف مہر صاحب تنہا ہیں یہاں تک کہ وقار علی صاحب نے بھی ان کا ساتھ نہیں دیا ہے جناب نے اسی عبارت کو لکھا ہے یعنی ”کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے“ حالاں کہ اکثر جگہوں پر ان دونوں صاحبان کی ”دو کی جوڑی“ ایک دوسرے کے ساتھ متفق رہی ہے۔ اس سے پہلے کی عبارت میں بھی وقار علی صاحب نے غلام رسول مہر صاحب کا ساتھ دیا تھا اور عبارت کو بدل کر ”انہیں پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں“ کر دیا تھا۔ آخر کیا بات تھی کہ اس مقام پر وقار علی صاحب نے کوئی تبدیلی نہیں کی؟ اس کا جواب تو وہ خود ہی دے سکتے ہیں۔

ناموں کی بحث:-

اسی پیراگراف میں اسماعیل دہلوی صاحب نے ان ناموں کا ذکر کیا ہے جن کا رکھنا انکے زعم فاسد میں شرک تھا، لکھتے ہیں ”کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین۔“

ایک ضروری عرض یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی یہ سوچ کہ ان ناموں کو ذکر کرنے سے مصنف کی مراد ہمارے بزرگ یعنی انبیاء و اولیاء نہیں بلکہ کسی اور عام انسان کے ایسے نام ہوں تو ان کے ناموں کے ساتھ نام جوڑ کر رکھنے کو مصنف نے منع کیا ہے، تو اس بات کا جواب ہم ابوالحسن ندوی صاحب کے حاشیہ کے ذریعے دے دیں گے۔

آنجناب نے نمبر لگا کر حاشیہ لکھا ہے ہم بھی اسی ترتیب سے اختصار کے ساتھ ان حواشی کو یہاں نقل کر رہے ہیں۔

نمبر ا لگایا گیا ہے مدار بخش پر اور ”مدار“ سے کون مراد ہیں اس بات کی توضیح کرتے ہیں۔

”مراد مشہور بزرگ بدیع الدین مدار حلبی مکن پوری ہیں جو سرزمین ہند کے

مشہور اولیاء اللہ میں سے ہیں،۔۔۔

نمبر۲ لگایا ہے ''سالار بخش'' پر اور ''سالار'' کی وضاحت کرتے ہیں۔

''مراد ہندوستان کے مشہور و مقبول بزرگ سید سالار مسعود غازی ہیں،۔۔۔

نمبر۳ لگایا گیا ہے ''معین الدین'' پر اور اس کا حاشیہ اس طرح ہے:

''بخش کے معنی دینے اور عطا کرنے کے ہیں یعنی فلاں فلاں کی دین اور عطیہ ہے، علی سے مراد حضرت علی ہیں، حسین سے مراد حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں، مدار اور سالار دو بڑے ہندوستانی بزرگوں کا نام ہے۔ غلام کے معنی بندہ، محی الدین سے مراد مشہور بزرگ سیّدنا عبدالقادر جیلانی ہیں، معین سے مراد حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ہیں۔ جو ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ کے بانی ہیں، اور ہندوستان میں وسیع پیمانہ پر اشاعت اسلام کا شرف ان کو حاصل ہے، ۶/رجب ۶۲۷ھ کو ان کی وفات ہوئی۔ اوپر جن ناموں کا ذکر ہوا سب از روئے شرع غلط ہیں جن سے بزرگوں میں قدرت وتصرف کی بو آتی ہے۔''

(مکتبہ ندویہ ص ۲۴،۲۵)

ان تشریحی عبارات کے ذریعے ندوی صاحب نے ثابت کر دیا ہے کے اسمٰعیل دہلوی صاحب نے جن ناموں کو ذکر کیا ہے ان ناموں سے مراد کوئی عام انسان نہیں بلکہ ہمارے بزرگ یعنی انبیاء و اولیاء ہی ہیں۔

تحریف ۷:۔

اس ٹکڑے میں اور کسی نے تو نہیں لیکن مختار احمد ندوی صاحب نے اپنے قلم کے جوہر دکھائے ہیں۔ ناموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش، کوئی نبی بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین''۔

ہم نے پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ مختار صاحب کے قلم کا جادو سمجھنے کے لئے ذرا باریکی سے مطالعے کی ضرورت ہے۔ آنجناب نے ایک نام اپنی جانب سے بڑھا دیا اور دو ناموں کو حذف کر دیا ہے۔ ذرا دوبارہ عبارت کا جائزہ لیجئے۔ جی ہاں! ''حسین بخش'' کو بدل کر ''نبی بخش'' کر دیا اور ''غلام معین الدین'' بالکل کالعدم کر دیا۔ آخر ان دونوں ناموں کو بخشنے کی کیا

ضرورت تھی کہیں ایسا تو نہیں کہ خود جناب کے آبا واجداد میں کسی کا نام ''حسین بخش'' اور ''غلام معین الدین'' ہو؟ (ہو بھی سکتا ہے کیونکہ الحمدللہ! آج سے دو ڈھائی سو سال پہلے کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو دور دور تک کسی وہابی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ اور تمام مسلمان سُنّی صحیح العقیدہ ہی تھے اور اکثر مسلمانوں کے نام اسی طرح کے تھے۔) اور انھیں بچانے کے لئے ان ناموں کو ہی حذف کر دیا گیا تا کہ کل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ''جناب پہلے اپنے بزرگوں کا خیال کیجئے اسکے بعد ہمارے ناموں پر اعتراض کرنا۔''

یہ بات ہم نے کوئی مذاق کے طور پر نہیں لکھی ہے بلکہ اہل دیوبند کے دو بزرگ اسی عبارت کی وجہ سے آج تک پھنسے ہوئے ہیں۔ قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی صاحب کے نسب ناموں کو پڑھیں تو دونوں ہی کے آباواجداد میں اس قسم کے نام شامل ہیں۔ صحیح کہا ہے کسی نے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد پھنس گیا

نجدی جواب دیں:-

اسمٰعیل دہلوی صاحب نے جہاں اتنے سارے نام گنوائے ہیں وہیں جناب نے یہ نام بھی لکھے ہیں طبیعت پر گراں نہ ہو تو ذرا پھر سے ان ناموں کو پڑھنے کی زحمت گوارا فرمالیں ۱- ''عبدالنبی'' ۲- ''غلام محی الدین'' ۳- ''غلام معین الدین''۔ اور ہمارے پاس جو اسعد بک ڈپو کا نسخہ ہے اس میں حاشیہ پر ''عبد الرسول'' بھی لکھا ہوا ہے۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ اسماعیل دہلوی صاحب نے تو ان ناموں کے رکھنے کو بھی شرک لکھا ہے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ جناب غلام رسول مہر صاحب کے والدین نے اپنے بیٹے کا نام ''غلام رسول مہر'' رکھ دیا ہے۔ اور یہ نام اس بات کا ثبوت فراہم کر رہا ہے کہ جناب کے والدین انھیں عقائد کو مانتے تھے جن عقائد کو آج بھی ہم اہلسنت و جماعت کے مسلمان مانتے ہیں۔

یہ گتھی ہم سے سلجھائے نہیں سلجھتی کہ اہل دیوبند کے شہید صاحب کی عبارت سے تو یہ بات صاف طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ کسی بزرگ کے نام کے ساتھ ''غلام'' لفظ کو جوڑ کر نام رکھنا شرک ہے، اور ابوالحسن ندوی صاحب نے تو اپنے حاشیہ میں صاف لکھ دیا کہ ''غلام کے معنی بندہ،'' اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ '' اوپر جن ناموں کا ذکر ہوا سب از روئے شرع غلط

ہیں،، پھر آخر کیا وجہ ہوئی کہ غلام رسول مہر صاحب نے اپنے نام میں رسول کے ساتھ ''غلام'' کا لفظ جوڑ لیا؟

ہو سکتا ہے کہ اہل دیوبند یہ جواب دیں کہ ''شہید صاحب نے کسی ولی کے نام کے ساتھ ''غلام'' لفظ جوڑ کر نام رکھنے کو شرک لکھا ہے، رسول کے نام کے ساتھ ''غلام'' لفظ جوڑ کر نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔''

تو جناب عرض ہے کہ آپ کے شہید صاحب نے سب سے پہلے نمبر پر جو نام رکھا ہے یعنی ''عبد النبی'' اس کا اردو معنی تو آپ جانتے ہی ہونگے جی ہاں! بالکل صحیح اس کا اردو معنی ہوگا ''غلام نبی''۔ عربی زبان میں غلام کے لئے لفظ ''عبد'' کا استعمال بہت کثرت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کا علم تو ایک درسِ نظامی کے مبتدی طالبِ علم کو بھی ہوتا ہے۔ اور ہر کوئی جانتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی بھی ہیں اور رسول بھی تو جب ''غلام نبی'' نام رکھنا شرک ہے تو'' غلام رسول ''نام رکھنا شرک کیوں نہیں ؟ اس سوال کا جواب تو خود غلام رسول مہر صاحب ہی دے سکتے تھے۔ لیکن وہ تو اپنے انجام کو پہنچ چکے اس لئے ہم ان کے پیروؤں سے ہی عرض کرتے ہیں کہ مہربانی فرما کر اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں اور اپنے غلام رسول مہر صاحب کو شرک سے بچائیں۔ حالانکہ ہم نے ابھی ابھی پڑھا ہے کہ شرک نے مر کر بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑا اور مرنے کے بعد ان کی قبر کے کتبے پر'' یا اللہ'' کے ساتھ ''یا محمد'' بھی لکھا ہوا ہے۔ (حوالہ کیلئے ''جہانِ رضا'' شعبان ۱۴۱۹ھ کا مطالعہ کریں)

کہیں ایسا تو نہیں کہ جناب کے والدین صحیح العقیدہ سُنّی مسلمان ہوں، اور اسی بناء پر انھوں نے اپنے پیارے نبی سے غلامی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے بیٹے کا نام غلام رسول رکھ دیا ہو؟ ہو بھی سکتا ہے، کیوں کہ آپ کے کئی بزرگوں کے ساتھ یہ ہو چکا ہے، اس بات کی ایک بڑی مثال آپ کے سیاسی پیشوا ''ابوالکلام آزاد صاحب'' بھی ہیں، کہ جن کے والد ماجد صحیح العقیدہ سُنّی تھے اور اپنے بیٹے کی گمراہیوں کے خلاف آپ نے خود کئی کتابیں لکھیں اس بات کا اعتراف آزاد صاحب نے اپنی کئی کتابوں میں کیا ہے۔

فتویٰ اور تقویٰ :-

اس بات سے ہمارے ایک اور دعوی کی تصدیق ہوگئی کہ اہل دیوبند اکثر ان باتوں پر

عمل پیرا ہیں کہ جن باتوں کے کرنے پر انھوں نے ہم سنی مسلمانوں پر شرک اور کفر یا کم سے کم بدعتی ہونے کا فتوی لگایا ہے۔ یعنی ہم کریں تو ہمارے لئے ''فتویٰ'' اور آنجناب کریں تو ان کا ''تقویٰ''۔

تحریف ۸:۔

اس پیراگراف کا آخری جملہ دوبارہ دیکھ لیں، اسماعیل دہلوی صاحب نے لکھا ''اور دعوے مسلمانی کے کیے جاتے ہیں سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ''۔ اسماعیل صاحب کو مسلمانوں سے اس قدر نفرت ہو گئی تھی یا پھر اپنے آقاؤں سے وفاداری نبھانے کا کوئی موقع اپنے ہاتھوں سے ضائع ہونے دینا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے کسی صورت مسلمانوں کو مسلمان ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہو رہے، جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہہ بھی رہے ہیں تو انھیں جھوٹے مسلمان کے نام سے یاد کیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی ان کے ایمان کے دعوے کو بھی تسلیم نہیں کر رہے ہیں اور صاف صاف ان کے اس دعوائے ایمانی کا مضحکہ اڑاتے ہوئے ان کے اس ایمانی دعویٰ کی تکذیب کر رہے ہیں اور بالکل عامیانہ انداز اپناتے ہوئے فرماتے ہیں ''سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ''۔ لیکن اس جملے سے بھی ان کے ماننے والے ناراض سے نظر آتے ہیں اس لئے کسی نے تو اس جملے کو باقی رکھا ہے اور کسی نے بالکل ہی حذف کر دیا ہے۔ جیسا کہ غلام رسول مہر صاحب اور وقار علی صاحب نے اپنے نسخوں میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

''اس کے باوجود مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ اللہ پاک نے سچ فرمایا''۔

دیکھا آپ نے کتنی خوبصورتی کے ساتھ پورے جملے ''سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعوی'' کو بیچ سے غائب کر دیا گیا ہے۔ اور پھر بھی یہ دعویٰ کہ ہم بہت بڑے دیانت دار اور امانت دار ہیں۔

قرآن کے ترجمے کے بارے میں:۔

ایک بات خاص طور پر یاد رکھنے والی ہے وہ یہ کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے پوری کتاب میں ان قرآنی آیات کو پیش کیا ہے جن میں سے اکثر مشرکین کے حق میں نازل ہوئی

تھیں اور مسلمانوں کا ان آیات میں کوئی ذکر نہیں، اور ان آیات کا ترجمہ اپنی مرضی کے مطابق گڑھ کر نادان مسلمانوں کو گمراہ کیا ہے۔ اس وقت ہمارا یہ موضوع نہیں ورنہ ہم اس طرف بھی کچھ قدم اٹھاتے۔ یہاں جو عرض کرنا ہے وہ یہ کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے پوری کتاب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ لفظ ''صاحب'' کا استعمال کیا ہے۔ لیکن ان تمام موجودہ نسخوں میں لفظ ''صاحب'' کو بدل کر ''اللہ تعالیٰ'' یا ''اللہ پاک'' کر دیا گیا ہے۔ صرف ابوالحسن ندوی صاحب نے اس لفظ کو برقرار رکھا ہے حالاں کہ کہیں کہیں آپ سے بھی برداشت نہ ہوسکا اور دوسروں کی طرح آپ نے بھی لفظ ''صاحب'' کو یا تو تبدیل کر دیا یا پھر حذف کر دیا۔

ان حضرات کی یہ حرکت اس بات کا ثبوت دے رہی ہے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ''صاحب'' لفظ کا استعمال کرنا یہ مناسب نہیں۔ اگر ایسا نہیں تھا تو پھر ان حضرات نے اپنے امام کی مخالفت کرتے ہوئے اس لفظ کو کیوں تبدیل کر دیا؟

عبارت نمبر ۴:-

اسمٰعیل دہلوی صاحب نے اپنی عادت کے مطابق مشرکین کے بارے میں نازل ہونے والی ایک اور آیت لکھی اور اس کا من مانا ترجمہ کرنے کے بعد ف (فائدہ) کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں۔۔۔۔

''یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی اور جو یہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو سو اس کو بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان وزمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو مانیے اور اس کو پکاریے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے بلکہ انبیا و اولیا کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے ان کے پکارنے نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے۔''

(اسعد بک ڈپو، ص ۱۲)

تحریف ۹، مختار احمد ندوی صاحب کا بدلا ہوا روپ:۔

اسی پیراگراف کو مختار احمد ندوی صاحب نے اپنے انداز میں تبدیل کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

"یعنی جن لوگوں کو پکارتے ہیں اللہ نے ان کو کچھ قدرت نہیں دی، نہ فائدہ پہنچانے کی، نہ نقصان کرنے کی۔ اور جو کہتے ہیں کہ یہ بزرگ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں تو یہ بات تو اللہ نے انھیں نہیں بتائی، پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو، اس کو وہ بات بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا؟ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو ماننے اور پکارنے سے کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے، بلکہ انبیاء اور اولیاء کی جو سفارش ہے وہ اللہ کے اختیار میں ہے، ان کے پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہے۔۔۔"

(الدار السلفیہ ص ۱۹)

غلام رسول مہر صاحب اور وقار علی صاحب کا بدلا ہوا روپ:

ان صاحبان نے تو حد ہی کر دی پیراگراف شروع کرتے ہی اپنی من مانی کرنا شروع کر دیا، دیکھئے۔۔۔

"یعنی مشرک جن چیزوں کے پرستار ہیں وہ بالکل بے بس ہیں۔ ان میں نہ کسی کو فائدہ پہنچانے کی قدرت ہے اور نہ نقصان کی اور ان کا یہ کہنا کہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کریں گے، غلط ہے کیوں کہ اللہ نے یہ بات بتائی نہیں۔ پھر کیا تم آسمان و زمین کی باتوں کو اللہ سے زیادہ جانتے ہو جو تم کہتے ہو کہ وہ ہمارے سفارشی ہونگے؟ معلوم ہوا کہ کائنات میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اگر اس کو مانا جائے تو وہ فائدہ پہنچائے اور اگر نہ مانا جائے تو نقصان پہنچائے بلکہ انبیاء اور اولیاء کی سفارش بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ آڑے وقت ان کے پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا سفارشی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہے۔"

(سعودی نسخہ ص ۲۹، شمعونی نسخہ ص ۵۱، تھانوی نسخہ ص ۱۴)

اس پیراگراف میں بھی ہمارے کرم فرماؤں نے جگہ جگہ اپنے قلم کے جوہر دکھائے ہیں، آپ بھی ان جوہروں کا دیدار کر لیں۔۔۔۔

تحریف ۱۰:۔

اصل عبارت کا جملہ اس طرح تھا۔

”یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی۔“

اب اس جملے سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے یہ جملہ ان مسلمانوں کے لئے لکھا ہے جو اللہ کے پیاروں یعنی انبیاء و اولیاء کی ذات سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ مقرب بندے اللہ عزّ وجل کی عطا کردہ قوت سے ان کی پکار سن سکتے ہیں اور ان کی امداد کر سکتے ہیں۔ اور اسی بنا پر جناب نے ان تمام مسلمانوں کو مشرک قرار دے دیا، جیسا کہ عبارت سے ثابت ہے۔

سلفی رنگ:۔

لیکن جیسا کہ ہم شروع میں ہی عرض کر چکے ہیں جناب کے موافقین بھی ان سے ناراض سے نظر آتے ہیں اس لئے یہاں بھی اس ایک جملے کو ہر ایک نے اپنے رنگ میں تبدیل کر دیا ہے تاکہ اس جملے کی وجہ سے مسلمانوں کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات سے اپنی اور اپنے شہید صاحب کی جان بچائی جا سکے۔ سب سے پہلے غیر مقلدین کے جناب مختار احمد ندوی صاحب کے قلم کے جوہر کو دیکھئے۔

جناب نے جملے کو بدل کر اس طرح کر دیا ہے،

”یعنی جن لوگوں کو پکارتے ہیں اللہ نے ان کو کچھ قدرت نہیں دی۔“

(الدار السلفیہ ص ۱۸)

اگر اس تبدیلی پر ذرا سا غور کریں تو با آسانی یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ مصنف نے لکھا تھا ”جن کو لوگ پکارتے ہیں“ اور ”لوگ“ یہ لفظ ”پکارنے“ کا فاعل بنا تھا۔ آسان لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسماعیل دہلوی صاحب نے پکارنے والوں کا پتہ دیا تھا کہ کچھ ”لوگ“ ہیں جو انبیاء و اولیاء کو پکارتے ہیں اور ”لوگ“ لفظ کے ذریعے ”پکارنے“ فعل کے

فاعل کا پتہ چل رہا تھا۔ظاہر بات ہے کہ یہاں پر ''لوگ'' سے مصنف کی مراد کوئی اور نہیں بلکہ مسلمان ہی تھے جیسا کہ عبارت پڑھ کر آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح ''لوگ'' کے دائرے میں تمام اہل سنت مسلمانوں کو داخل کر کے سب پر شرک کا فتویٰ لگا دیا۔لیکن مختار احمد ندوی صاحب کو اپنے شہید صاحب کو بچانے کی ایک صورت سمجھ میں آئی اور انھوں نے لفظ ''لوگ'' جو کہ فاعل کے طور پر استعمال کیا گیا تھا اسے بدل کر مفعول کے دائرے میں شامل کر دیا۔

اب فاعل غائب ہے بڑی ہی آسانی کے ساتھ مسلمانوں کی بجائے مشرکوں کو پکارنے والا ثابت کر کے اپنے شہید صاحب کی جان بچائی جا سکتی ہے۔عبارت کا مطلب بدل کر یوں ہو گیا کہ جن لوگوں کو پکارا جاتا ہے، یعنی پکارنے والے کون ہیں اس بات کو ہی چھپا دیا گیا تاکہ اگر کوئی ان سے کہے کہ ''اسماعیل دہلوی صاحب نے مسلمانوں کے بارے میں ایسی بات لکھی اور انبیاء و اولیاء کو صرف پکارنے کی بناء پر بھی مسلمانوں کو مشرک قرار دے دیا'' تو بڑی ہی آسانی سے اسے بھٹکایا جا سکے کہ ''اسماعیل دہلوی صاحب نے یہ جملہ مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ مشرکوں کے لئے ہی لکھا تھا اور یہاں پکارے جانے والوں سے انبیاء و اولیاء نہیں بلکہ مشرکین کے بُت مراد ہیں'' اب وہ بے چارہ جب بدلی ہوئی عبارت دیکھے گا تو فوراً اس بتائے ہوئے معنی پر یقین لے آئے گا۔

تحریف ۱۱،سعودی و تھانوی رنگ:۔

اس کے بعد غلام رسول مہر صاحب اور وقار علی صاحب کی تبدیلی کو بھی دیکھ لیجیے،

''یعنی مشرک جن چیزوں کے پرستار ہیں وہ بالکل بے بس ہیں۔''

(سعودی نسخہ ص ۲۹)

اس خیانت پر تو ہر کوئی آسانی کے ساتھ مطلع ہو سکتا ہے، ذرا بے شرمی تو دیکھئے کہ مصنف نے تو اپنی عادت کے مطابق ایک جملہ کے ذریعے مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دیا اور یہ صاحبان ہیں کہ بغیر کسی توبہ کے یا کسی اعلان کے اپنی من مانی کر کے اپنے شہید صاحب کی گردن ان تمام الزامات سے چھڑانا چاہتے ہیں، اور پھر بھی ہم بڑے ہی متقی اور ایمان دار و دیانت دار ہیں۔

یہاں ''مشرک'' لفظ اپنی جانب سے بڑھا کر وہی تاثر دیا جا رہا ہے جو مختار احمد ندوی

صاحب نے بند لفظوں میں دیا تھا، فرق یہ ہے کہ وہاں پر معنی تبدیل کرتے وقت اتنی بڑی تبدیلی نہیں کی گئی تھی اور یہاں بالکل بے شرمی کے ساتھ ''مشرک'' لفظ بڑھا کر کھلے لفظوں میں معنی تبدیل کیا گیا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ ''پکارنے'' کی جگہ پر ''پرستار'' کا لفظ لکھ کر معنی کو بالکل ہی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اصل جملہ کو پڑھنے سے یہ پتہ چل رہا تھا کہ مصنف نے انبیاء و اولیاء کو پکارنے والوں کو بھی مشرک قرار دے کر اسلام سے خارج کر دیا ہے اور یہی مصنف کا مقصد تھا۔ لیکن اب ''پرستار'' کے ذریعے معنی بدل کر یوں کر دیا گیا کہ پکارنے کی بجائے سیدھے ''پرستار'' (عبادت کرنے) کا لفظ لکھ دیا گیا اور اب شہید صاحب کو تمام پریشانیوں سے بچانے کا راستہ آسانی کے ساتھ ہاتھ آ گیا۔

اسمٰعیل دہلوی صاحب نے اپنی عادت کے مطابق انبیاء و اولیاء کی شان گھٹانے کے لئے لکھا کہ ''ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی'' لیکن ان صاحبان نے اس کو بھی بدل کر ''وہ بالکل بے بس ہیں'' کر دیا۔ شاید یہ سمجھ کر کہ اس طرح گستاخی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بچنے کی کوئی صورت نکل آئے۔

تحریف ۱۲، اللہ بھی بے علم :-

ویسے تو اہل دیوبند کا مذہب ہی گستاخیوں کا پلندہ ہے اور اس مذہب کے ماننے والوں نے انبیاء و اولیاء اور خود ذاتِ ذوالجلال کی شان میں کئی گستاخیاں کی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تو یہ فرقہ بے علم مانتا ہی ہے لیکن یہ جان کر یقیناً آپ کو حیرت ہوگی کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کے نزدیک کچھ ایسی باتیں بھی ہیں کہ جن کو اللہ بھی نہیں جانتا (معاذ اللہ)۔ لکھتے ہیں:۔

''پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو سو اس کو بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا''

اس جملے کے ذریعے ہر پڑھنے والا یہی تاثر لے گا کہ کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جن کو معاذ اللہ خود اللہ عزوجل بھی نہیں جانتا۔ اس پیراگراف سے پہلے اسمٰعیل صاحب نے قرآن کی جو آیت لکھی تھی اور اس کا جو ترجمہ کیا تھا اس سے بھی یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسی لئے ہمارے کرم فرماؤں نے اس ترجمے کو بھی تبدیل کر دیا ہے۔

اب اپنے شہید صاحب کو بچانے کیلئے اس جملے کو کس طرح تبدیل کیا گیا ہے اور مختلف

رنگوں میں پیش کیا گیا ہے اس کا نظارہ کیجئے اور اہل دیوبند کی دیانتداری کے گواہ بن جایئے۔

تحریف ۱۳:-

مختار احمد صاحب نے جملے کو بدل کر اس طرح کر دیا،

''پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبر دار ہو، اس کو وہ بات بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا؟''

غلام رسول مہر صاحب اور وقار علی صاحب نے اس طرح تبدیلی کی۔

''پھر کیا تم آسمان و زمین کی باتوں کو اللہ سے زیادہ جانتے ہو جو تم کہتے ہو کہ وہ ہمارے سفارشی ہونگے؟''

وقار علی صاحب شاید سوالیہ نشان لگانا بھول گئے۔

واقعی ماننا پڑے گا ان صاحبان کو، کہ صرف ایک سوالیہ نشان کے ذریعہ پورے معنی کو تبدیل کر کے رکھ دیا اب معنی یہ ہو گئے کہ اللہ تو ہر بات کو جانتا ہے پھر تم ایسی کون سی بات بتا رہے ہو جسے وہ نہیں جانتا؟ اسے کہتے ہیں ''قلم کی صفائی'' جناب عرض یہ کرنا ہے کہ اگر آپ کے شہید صاحب کا اس جملہ سے یہی مقصد تھا جو آپ باور کرانا چاہتے ہیں تو خود انھوں نے سوالیہ نشان کیوں نہیں لگایا؟ اور آپ نے ان کے دل کی بات کیسے جان لی کہ شہید صاحب کا مقصد سوال کرنا ہی تھا، کیا آپ لوگوں کے دلوں کے حال سے واقف ہو جاتے ہیں؟ یا پھر آپ کے شہید صاحب کو سوالیہ نشان کے بارے میں معلومات ہی نہیں تھی؟ اب یہ مت کہیے گا کہ اس وقت سوالیہ نشان لگانے کی اصطلاح نہیں تھی یا سوالیہ نشان ہی ایجاد نہیں ہوا تھا۔

اب اگر آپ کے سوالیہ نشان کو مانیں تو آپ کے شہید صاحب کی علمی لیاقت پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے اور ساتھ ہی آپ کے عقیدے کے بھی خلاف ہوتا ہے۔ اب بتایئے آپ کے سوالیہ نشان والے معنی کو تسلیم کریں یا آپ کے شہید صاحب کی علمی لیاقت کو......؟

تحریف ۱۴:-

اسمٰعیل دہلوی صاحب کو انبیاء و اولیاء سے اس قدر بغض و عداوت ہے کہ جس کا بیان کرنا بیان سے باہر ہے، اسی لئے جا بجا اس کتاب میں ان کی عظمتوں اور اللہ عزّ وجل کی جانب سے انھیں عطا کردہ قوتوں کا انکار کرتے رہے ہیں۔ اس کا ایک نمونہ یہاں بھی دیکھنے میں آتا ہے، لکھتے ہیں۔۔۔

''اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو ماہیے اور اس کو پکاریے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔''

(اسعد بک ڈپو ص ۱۲)

سعودی رنگ:۔

اسی جملے کو غلام رسول مہر صاحب کے رنگ میں دیکھئے۔۔۔

''معلوم ہوا کہ کائنات میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اگر اس کو مانا جائے تو وہ فائدہ پہنچائے اور اگر نہ مانا جائے تو نقصان پہنچائے۔۔''

ندوی رنگ:۔

اس جگہ ابوالحسن ندوی صاحب سے بھی برداشت نہیں ہو سکا اور حاشیہ کی بجائے جناب نے بھی تحریف سے کام لے ہی لیا، ملاحظہ ہو۔۔۔

''اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اُسکو مانے اور اس کو نہ مانے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہونچے۔''

(ندوی نسخہ ص ۲۸)

وقار علی صاحب نے حسب عادت غلام رسول مہر صاحب کی روش کو اپنایا ہے، مختار احمد غیر مقلد صاحب نے پوری عبارت کو بدلنے کی بجائے صرف ''ماہیے'' اور ''پکاریے'' کو ''ماننے'' اور ''پکارنے'' سے تبدیل کر دیا ہے۔

دیکھا آپ نے کتنی خوبصورتی کے ساتھ ''پکاریے'' کے لفظ کو غائب کر دیا گیا اور اس کی جگہ کسی نے ''مانے یہ نہ مانے'' اور کسی نے ''ماننے یہ نہ ماننے'' کو داخل کر دیا۔ ان تبدیلیوں کے ذریعے یہ حضرات کیا باور کرانا چاہتے ہیں اس کا جواب تو وہ خود ہی دے سکتے ہیں۔ شاید یہ سوچ رہے ہیں کہ ''پکارنے'' کا لفظ بدل کر ''ماننے یہ نہ ماننے'' کو داخل کر دینے سے ان کے شہید صاحب کی جان بچ سکے گی تو یہ بھی غلط سوچ رہے ہیں، کیونکہ اس کے فوراً بعد ہی دہلوی صاحب نے اسی قسم کے جملے ''انبیاء و اولیاء'' کی صراحت کے ساتھ استعمال کیے ہیں۔ اور جنھیں آپ حضرات نے بھی اپنے اپنے نسخوں میں شامل رکھا ہے۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ اسماعیل دہلوی صاحب، اور آپ تمامی حضرات کے نزدیک انبیاء و اولیاء کو اللہ کی عطا سے مشکل کشا سمجھ کر مشکل کے وقت پکارنا بھی شرک ہے۔ صرف ماننے نہ

ماننا کی تک بندی تو آپ حضرات کی پیدا کردہ تحریف ہے۔

تحریف ۱۵، مسلمانوں پر انبیاء و اولیاء کو پوجنے کا جھوٹا الزام:

اسمٰعیل دہلوی صاحب نے اپنی مسلم دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے اہل سنت و جماعت پر ایک اور گھناؤنا الزام لگایا اور اسے قرآن کی طرف منسوب کرتے ہوئے اسی پیراگراف کی آخری سطر میں لکھتے ہیں۔۔۔۔

''اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے۔۔۔''

اسماعیل دہلوی صاحب نے مسلمانوں پر اللہ عزّ وجل کے سوا کسی اور کو ''پوجنے'' کا الزام لگایا اور صاف لکھ دیا کہ ''جو کوئی کسی کو سفارشی سمجھ کر پوجے'' اب اس کا فیصلہ تو قارئین ہی کر سکتے ہیں کہ ساری دنیا میں ایسا کون سا مسلمان ہے جو اللہ عزّ وجل کی ذات کے سوا کسی اور کو لائق عبادت یا لائق ''پوجا'' سمجھتا ہے۔ یقیناً ساری دنیا میں کوئی جاہل سے جاہل مسلمان بھی کسی اور کو ''پوجا'' کے لائق نہیں سمجھتا اور نہ ہی کوئی مسلمان کسی اور کو پوجتا ہے (معاذ اللہ) ہم سُنّی مسلمانوں کا قصور ہے تو بس اتنا کہ ہم اللہ کی عطا کردہ قوتوں سے اس کے پیاروں کو اپنا مشکل کشا سمجھ کر انھیں مدد کے لئے پکارتے ہیں، اور اسی بات کو جناب نے ''پوجنے'' اور عبادت کرنے سے تعبیر کر دیا اور قلم کے ایک جھٹکے سے مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دیا۔

اب اس عبارت کے بدلتے رنگوں کو دیکھئے۔۔۔

ندوی رنگ :۔

ابو الحسن ندوی صاحب نے اس جملے کو اس طرح بدلا کہ بہت ہی باریکی سے مطالعہ کرنے پر ہی اس کا علم ہو سکا۔ آپ بھی اُن کے ''قلم کی صفائی'' کی داد دیجئے۔۔۔

''اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہوتا ہے۔'' (ندوی نسخہ ص ۲۸)

سعودی و تھانوی رنگ :۔

غلام رسول مہر صاحب نے بھی اس جملہ میں تبدیلی کی ہے۔۔۔

"اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا سفارشی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہے۔۔۔"

سلفی رنگ :۔

مختار احمد ندوی صاحب نے اس مرتبہ غلام رسول مہر صاحب سے کافی حد تک اتفاق کیا ہے۔۔۔

"اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہے۔"

دیکھا آپ نے کسی نے لفظ "بھی" بڑھا دیا کسی نے نہیں بڑھایا لیکن سب نے جو کام کیا ہے اس طرف آپ حضرات کی توجہ مائل کرنا چاہوں گا، وہ یہ کہ ہر ایک نے "مشرک ہو جاتا ہے" کو بدل کر "مشرک ہوتا ہے" یا "مشرک ہے" کر دیا اور اس طرح اب معنی بدل کر یہ ہو گیا کہ "وہ مشرک ہوتا ہے جو کسی غیر اللہ کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے" اس طرح جناب یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ یہاں پوجنے والوں سے مراد مشرکین ہی ہیں مسلمان نہیں اسی لئے "مشرک ہو جاتا ہے" کو غائب کر کے "مشرک ہوتا ہے" اور "مشرک ہے" کر دیا۔ ایک مبتدی بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ "مشرک ہوتا ہے" اور "مشرک ہے" یہ ایک الگ شئے ہے اور "مشرک ہو جاتا ہے" ایک الگ شئے "ہوتا ہے" اور "ہے" اس وقت کہا جائیگا جب کہ پہلے سے ہی وہ صفت کسی میں موجود ہو مثلاً یہ کہا جائے کہ "سانپ زہریلا ہوتا ہے" یا "سانپ زہریلا ہے" تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سانپ پیدائشی طور پر زہریلا ہوتا ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ "سانپ زہریلا ہو جاتا ہے" تو اب معنی یہ ہوئے کہ سانپ پیدائشی طور پر زہریلا نہیں ہوتا بعد میں کسی وقت زہریلا ہو جاتا ہے، اسی طرح یہاں بھی یہی معنی ہیں کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کی ترتیب کے مطابق کسی مقرب بندے کو اپنا سفارشی سمجھنے سے مسلمان مشرک ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ پہلے مسلمان تھا لیکن جب اس نے کسی نبی یا ولی کو بعطائے الٰہی سفارشی سمجھ کر پکارا تو اب وہ مسلمان نہ رہا اور مشرک ہو گیا۔ لیکن جملے کو بدل کر ان حضرات نے معنی یہ کر دیا کہ کسی مقرب بندے کو سفارشی سمجھنے والا مشرک ہوتا ہے یعنی وہ پہلے سے ہی مشرک تھا۔ مصنف کی مراد یہ تھی کہ جس نے پکارا وہ مشرک ہے اور ان حضرات نے کر دیا کہ وہ مشرک ہے جس نے پکارا۔ اور اس طرح اپنے مجدد کو بچانے کے لئے انھیں کی عبارت کو نیا

رنگ دے کر پیش کیا جارہا ہے، مجدد صاحب مسلمانوں کو مشرک قرار دے رہے ہیں، اور یہ حضرات یہ سمجھا رہے ہیں کہ یہاں مسلمان نہیں بلکہ مشرک ہی مراد ہیں۔ آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ ہم کس کی مانیں؟

عبارت نمبر ۵ :-

اسماعیل دہلوی صاحب کی انبیاء و اولیاء سے نفرت کسی پر چھپی ہوئی نہیں تھی اس کتاب میں بھی جناب نے اس نفرت کا کھل کر اظہار کیا ہے۔ اسی لئے انبیاء و اولیاء کو ہر جگہ جن و شیطان اور بھوت و پری سے ملایا ہے۔ ایسے ہی ایک اور پیراگراف کی چند عبارات قارئین کی بارگاہ میں پیش کی جارہی ہیں، اس کے بعد جناب غلام رسول مہر صاحب کے ''قلم کی صفائی'' کا جائزہ لیا جائے گا۔۔۔

''اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت اور پری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جاوے گا خواہ انبیاء و اولیا سے کرے خواہ پیروں و شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے۔ چنانچہ اللہ صاحب نے۔۔۔۔''

(اسعد بک ڈپو ص ۱۳)

یہاں پر جناب یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی مسلمان کسی نبی یا ولی کو اگر اللہ کی مخلوق مان کر اور اس کا بندہ سمجھ کر بھی ان کی تعظیم کرے تو یہ بھی شرک ہے۔ آپ نے کئی امور کا ذکر کیا ہے اور اپنی عادت کے مطابق جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے اہل سنت مسلمانوں کو اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے والا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب اس عبارت کا جواب دینا ہمارا مقصد نہیں جو ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں۔ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کے دل میں انبیاء و اولیاء کی کس قدر نفرت بسی ہوئی ہے کہ ان مقربینِ بارگاہ کا ذکر ملعون و مردودوں کے ساتھ کرتے ہوئے ان کے قلم کو ذرا سی جنبش تک نہ ہوئی اور صاف لکھ دیا کہ ''اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت اور پری میں کچھ فرق نہیں۔''

تحریف ۱۶ :-

شاید یہی بات غلام رسول مہر صاحب کو بھی بری لگی اس لئے اپنے شہید صاحب کی

عزت رکھنے کے لئے جناب نے پورے ایک جملے کو ہی حذف کر دیا۔ اور عبارت کو اس طرح کر دیا۔۔۔

"پھر اس معاملہ میں نبی، ولی، جن، شیطان، بھوت، پریت اور پری وغیرہ سب برابر ہیں جس سے بھی یہ معاملہ کیا جائے گا شرک ہوگا اور کرنے والا مشرک ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ پاک۔۔۔۔"

(سعودی نسخہ ص ۳۲)

دیکھا آپ نے کتنی خوبصورتی کے ساتھ پورا جملہ "خواہ انبیاء و اولیاء سے کرے خواہ پیروں وشہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے،" حذف کر دیا گیا اور پوری عبارت کے گستاخانہ مزاج کو بدل کر اپنے شہید صاحب کی عزت بچائی گئی۔

غیر مقلد مختار صاحب نے یہاں بھی مہر صاحب سے اختلاف کیا ہے اور عبارت میں ان کی مرضی کے مطابق تبدیلی نہیں کی ہے۔

غلام رسول مہر صاحب اور وقار علی صاحب نے کئی جگہوں پر اپنے قلم کے زور سے یہ کام کیا ہے کہ جہاں کہیں مصنف نے اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے انبیاء و اولیاء کو بھوت، پری، جن و شیاطین کے ساتھ ملایا ہے وہاں ان صاحبان نے عبارت کے انداز کو بدلنے کے لئے صرف لفظ "غیر اللہ" لکھ کر بھوت، پری، جن و شیاطین کو بالکل حذف کر دیا ہے۔ اور اس طرح اپنے شہید کی جھوٹی شان بچانے کی مذموم کوشش کی ہے۔

اسمٰعیل دہلوی صاحب کو انبیاء و اولیاء سے اس قدر نفرت ہے کہ انھوں نے اس نفرت کے اظہار میں یہ بھی نہ سوچا کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں اور اس بات کا کیا معنی ہوگا۔ اس بات کی ایک مثال اگلی عبارت میں نظر آتی ہے کہ بغض انبیاء و اولیاء نے اس شخص کو کہیں کا نہ چھوڑا۔

عبارت نمبر ۶:۔

"اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور رستے میں اس مالک کا نام پکارنا اور نا معقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جا کر طواف کرنا۔۔۔۔

اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت

نہ کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا مویشی نہ چرانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی کے چلّے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرّک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے ۔۔۔۔۔۔۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے سُو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔"

(اسعد بک ڈپو ص ۱۴)

طوالت سے بچنے کے لئے ہم نے عبارت کے صرف انھی ٹکڑوں کو نقل کیا ہے جن سے ہمیں بحث کرنی ہے مکمل عبارت دیکھنے کے لئے اصل کتاب کی طرف رجوع کریں۔

اس عبارت میں مصنف نے اپنی خود ساختہ توحید کا بیان کیا ہے اور حج پر جانے کی کیفیات گنائی ہیں اور آخر میں بتایا ہے کہ اگر ان کیفیات کے ساتھ کسی اور جگہ کا سفر کیا جائے تو سفر کرنے والا مشرک اور اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ان تمام کیفیات پر ہمیں اعتراض نہیں پر کچھ باتیں ایسی ہیں کہ جن کا جاننا ہم ضروری سمجھتے ہیں جیسے حج پر جاتے وقت کی مخصوص صورت ، پتہ نہیں وہ کونسی صورت ہوتی ہے اور اسے اپنے چہرے پر کیسے طاری کیا جاتا ہے کہ جس سے دیکھنے والا فوراً سمجھ لیتا ہے کہ یہ شخص حاجی ہے۔ اور ایسی کوئی مخصوص صورت بنانا کہ جس سے اپنی کسی عبادت کا اظہار ہوتا ہو اسے تو شریعت میں ریاکاری کا نام دیا گیا ہے اور اسے "شرکِ خفی" کہا گیا ہے۔ اب ذرا اہل دیوبند بتائیں کہ اس تعلیم کو کیا کہا جائے؟ دوسری بات یہ کہ مصنف نے لکھا ہے کہ حج کے سفر میں نامعقول باتوں سے بچنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اور کسی بھی مقام کے سفر کے دوران خوب جی بھر کے نامعقول و فضول باتیں کرنی چاہیے ورنہ مسافر مشرک ہو جائیگا، جیسا کہ جناب نے عبارت کے آخر میں خود اس بات کی صراحت کر دی ہے۔ تیسری بات یہ کہ جناب نے لکھا ہے کہ حاجی کو چاہیے کہ وہ حرم شریف کے جنگلات کا ادب کرے اور ادب کی شرح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ وہاں کے جنگلات کے درخت نہ کاٹے گھاس نہ اکھاڑے ان جنگلات میں مویشی نہ چرائے وغیرہ۔ اس کے کچھ ہی آگے کسی اور مقام کے جنگلوں کا ادب کرنے کو شرک لکھا ہے لکھتے ہیں۔ "وہاں کے گرد و پیش کے جنگلوں کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے سو

اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔" اس کا مطلب یہ ہوا کہ اہل دیوبند جہاں کہیں جائیں وہاں کے جنگلوں کی خوب جی بھر کے بے ادبی کریں یعنی وہاں پر کوئی درخت سلامت نہ رہنے دیں ہر درخت کو کاٹ دیں، تمام پودوں اور گھاس کو اکھاڑ پھینکیں، ساتھ میں بکریاں اور مویشی بھی لے جائیں تا کہ وہاں چرانے کی بے ادبی بھی ہو جائے جیسا کہ ان کے شہید صاحب نے حرم شریف کے جنگلوں کے ادب کی شرح میں ان جنگلوں میں جانوروں کو چرانے سے بھی منع کیا ہے تو جب ادب یہ ہوا تو بے ادبی اس کی ضد ہی ہوگی ناں۔ اب بتایئے کہ دیابنہ کیا کریں کسی اور جگہ جاتے ہوئے فضول باتیں نہ کریں تو مشرک ہو جائیں۔ کہیں اور کے جنگلوں کے گھاس، پودے نہ اکھاڑیں، جانور نہ چرائیں تو مشرک ہو جائیں۔ کریں تو کیا کریں۔۔

ایسے ہی کئی اور اعتراضات ان عبارات پر کیے گئے، ان سے جواب تو بن نہ سکا اپنی پرانی روش اپناتے ہوئے یہاں بھی کئی تبدیلیاں کی گئیں، غیر مقلد ندوی صاحب نے خوب جی کھول کر قلم کا جادو چلایا ہے۔۔

تحریف ۱۷:-

اصل عبارت تھی۔

"رستے میں اس مالک کا نام پکارنا اور نا معقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا۔۔۔"

بدلی ہوئی عبارت۔

"راستے میں اس مالک کا نام پکارنا اور معقول باتیں کرنا اور شکار سے بچنا۔۔"

(سلفی نسخہ ص ۲۴)

دیکھا آپ نے کتنی دیدہ دلیری کے ساتھ "نامعقول" کو "معقول" کیا گیا اور پورے معنی کو بدل کر رکھ دیا صرف اس لئے کہ اپنے شہید صاحب کی عزت رہ جائے اور ان کی اس جاہلانہ عبارت پر کیا گیا اعتراض ختم ہو جائے۔ اب معنی یہ ہو گئے کہ حج پر جاتے وقت معقول باتیں کرنا، لیکن جناب غیر مقلد صاحب یہ بھول گئے کہ کہ اس طرح تو ایک اور شرک جنم لیتا ہے جیسا کہ ان کے شہید صاحب نے لکھا ہے کہ یہ اُمور اللہ نے اپنی ذات کے لئے خاص کئے ہیں اور اگر کسی اور کے ساتھ یہ معاملات کیے گئے تو کرنے والا مشرک ہو جائے گا تو

مطلب یہ ہوا کہ اب اگر کوئی کسی اور سفر پر جاتا ہے اور اس سفر میں معقول باتیں کرتا ہے تو وہ شرک کرتا ہے اس طرح وہ مشرک ہو جاتا ہے (آپ کے مجدّد کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق) اس لئے آپ لوگوں کو چاہیے کہ کہیں بھی جائیں خوب جی بھر کے فضولیات بکیں ورنہ آپ کے مشرک ہونے کا خطرہ ہے۔ اب بتایئے آپ کیا کریں گے، معقول باتیں کر کے مشرک بنیں گے یا فضولیات بک کر بزعم خود مومن رہیں گے۔ اپنی بات مانیں گے یا اپنے شہید صاحب کا قول اپنائیں گے۔

تحریف ۱۸ :-

اصل عبارت تھی۔

''اور اسی قید سے جا کر طواف کرنا''

تبدیلی۔

''اور اسی قصد سے جا کر طواف کرنا'' (سلفی نسخہ ص ۲۴)

''قید'' کو ''قصد'' سے بدل دیا گیا۔ حالانکہ خود ان کے شہید صاحب کی اصل عبارت آپ کے سامنے ہے اور ان کا مقصد کیا تھا یہ بھی ہم نے بتا دیا۔ اب ان حضرت نے یہ تحریف کی ہے اور ان دونوں لفظوں کے درمیان کتنا بڑا فرق ہے یہ بتانے کی ہمیں ضرورت نہیں قارئین خود ہی اچھی طرح سمجھتے ہیں، اور قید کے بارے میں چند باتیں ہم شروع میں ہی عرض کر چکے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اب فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ کیا یہی دینداری ہے جس کا یہ لوگ دنیا بھر میں ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں؟

تحریف ۱۹ :-

اصل عبارت۔

''وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے سو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔۔''

تبدیلی۔

''وہاں کے گرد و پیش کا ادب کرے اور اس قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔'' (سلفی نسخہ ص ۲۵)

کتنی خوبصورتی کے ساتھ "جنگل" کو غائب کر کے پورے معنی کو دوسرا رنگ دے دیا گیا۔ گرو نے جنگلوں کے ادب کرنے کو شرک لکھا تھا لیکن چیلا جنگلوں کو اس فہرست سے خارج کر رہا ہے۔ اب اس گرو چیلے کے اختلاف سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ دونوں ہی غلط ہیں۔ ہمیں تو یہ دکھانا ہے کہ کتنی بے شرمی کے ساتھ اپنے باطل مذہب کو صحیح ثابت کرنے اور اپنے پیشوا کی بات رکھنے کے لئے عالمِ اسلام کے مسلمانوں پر بے بنیاد الزام لگا کر انھیں مشرک ثابت کر دیا گیا۔ آپ ہی بتائیے کیا یہ گروہ حق پر ہوسکتا ہے؟ یقیناً نہیں۔

آئندہ عبارت میں مصنف نے کھل کر اپنی نفرت کا اظہار کیا ہے اور انبیاء و اولیاء یہاں تک کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو بھی شامل کر کے ان کے لیے "چمار" جیسے گرے ہوئے لفظ کا استعمال کیا ہے۔ کیوں کہ مخلوق میں یہ مقدس ہستیاں بھی شامل ہیں اور مصنف نے "بڑا ہو یا چھوٹا" لکھ کر انھیں بھی اس جملے میں شامل کیا ہے اور بے جھجک ان کی توہین کی ہے۔

عبارت نمبر ۷ :-

"اور یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

(مطبع ابراہیم واقع لکھنؤ ص ۱۳ طباعت ۱۰ جمادی الاول ۱۳۲۷ھ)

مطبع مرکنتائل، طباعت رمضان ۱۳۴۱ھ کے ص ۱۶ پر بھی یہی عبارت ہے۔

تحریف ۲۰ :-

"اور یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔"

(اسعد بک ڈپو ص ۱۱)

"اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

(سلفی نسخہ ص ۳۰)

"یقین مانو کہ ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب ترین فرشتہ

اس کی حیثیت شان الوہیت کے مقابلے پر ایک چمار کی حیثیت سے بھی زیادہ ذلیل ہے"

(تھانوی نسخہ ص ۲۳)

سعودی نسخہ کی عبارت بھی یہی ہے۔

ان تمام عبارت میں آپ کو نمایاں تبدیلیاں نظر آئیں گی، کسی نے "زیادہ" کا لفظ غائب کردیا تو کسی نے "حیثیت" کا لفظ بڑھا دیا تو کہیں "بڑا ہو یا چھوٹا" کو "بڑی ہو یا چھوٹی" سے بدل دیا گیا تو کہیں "بڑے سے بڑا انسان یا مقرب ترین فرشتہ" کے دائرے میں لایا گیا اور کوشش یہ کی گئی کہ چاہے اللہ کے محبوبین کی شان گھٹتی ہے تو گھٹ جائے لیکن کسی طرح ہمارے شہید صاحب کی بات رہ جائے۔ سچ ہے۔ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اسی کا ساتھ دیتا ہے۔۔۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں پر اللہ کی شان بیان کی گئی ہے۔ لیکن ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا شانِ خداوندی بیان کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اس کے پیاروں کو "چمار" سے بھی ذلیل لکھا جائے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو آج سے پہلے تک کسی اور کتاب میں یا کہیں اور اس قسم کی شانِ خداوندی کیوں بیان نہیں کی گئی؟ ثابت ہوا کہ یہاں پر مقصد اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر محبوبین کی شان گھٹانا ہے نہ کہ اللہ کی شان بیان کرنا۔

عبارت نمبر ۸ :-

"پھر ان سب سے اللہ صاحب نے یوں فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سو سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے پھر ان سے قول و قرار لیا کہ میرے سوا کسی کو حاکم و مالک نہ جانیو اور کسی کو میرے سوا نہ مانیو سو اُن سب نے اس سب کا قول و قرار کیا۔۔۔"

(اسعد بک ڈپو ص ۱۹)

یہاں میثاق کا بیان ہو رہا ہے، اور اللہ عزوجل کی طرف منسوب کر کے اپنے دل کی بات کہی جا رہی ہے یعنی "کسی کو میرے سوا نہ مانیو"۔ آپ بخوبی سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ "کسی" سے مراد "انبیاء و اولیاء" ہی ہیں۔ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے تو صاف لفظوں میں لکھ

دیا کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کو یعنی ''انبیاء و اولیاء'' کو بھی نہ مانا جائے صرف اللہ عزوجل کو ہی مانا جائے اور اسی توحید کا نام شیطانی توحید ہے، شیطان نے بھی یہی کہا تھا کہ 'تجھے سجدہ کروں گا' تجھے مانوں گا مگر آدم کو نہ سجدہ کروں گا نہ ہی اسے مانوں گا'' اور اسی توحید کی دعوت اہلِ دیوبند رنگ بدل بدل کر پیش کر رہے ہیں۔

میرے بھولے مسلمان بھائیو! کیا اب بھی آپ کے دل میں اس گمراہ فرقے کے تعلق سے کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟ کیا اب بھی آپ ان کی دکھاوے کی عبادات سے متاثر ہو کر اپنے آپ کو ان کے ساتھ شامل کر کے شیطان کے چیلے بننا چاہتے ہیں؟ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کیوں کہ یہ آپ کے ایمان کا معاملہ ہے ۔۔۔۔

لوگوں کے سامنے اپنی شیطانی توحید کا راز فاش نہ ہو جائے اس لئے ہمارے کرم فرماؤں نے پھر سے کرم فرمایا اور اس کرم کا نتیجہ ملاحظہ فرمائیے ۔۔۔

تحریف ۲۱:۔

اصل عبارت۔

'' پھر ان سے قول و قرار لیا کہ میرے سوا کسی کو حاکم و مالک نہ جانیو اور کسی کو میرے سوا نہ مانیو سوان سب نے اس سب کا قول و قرار کیا ۔۔۔''

تبدیلی۔

'' پھر ان سے قول و قرار لیا کہ میرے سوا کسی کو حاکم و مالک نہ سمجھنا، اُن سب نے اس سب کا قول و قرار کیا ۔۔۔''

(سلفی نسخہ ص ۳۳)

'' پھر اُن سے یہ عہد و پیمان لیا کہ میرے سوا کسی کو حاکم اور مالک نہ سمجھنا اور میرے سوا کسی کو معبود نہ ماننا ان سب نے عہد و پیمان کیا ۔۔۔''

(سعودی نسخہ ص ۴۶،۴۷)

وقار علی صاحب نے غلام رسول صاحب کی مکمل اطاعت کی ہے صرف ایک لفظ ''آخر'' اپنی جانب سے اور بڑھا دیا ہے۔

قارئینِ کرام! دیکھا آپ نے کتنی دیدہ دلیری کے ساتھ خیانت کا مبارک کام کیا جا رہا ہے۔ غیر مقلد مختار صاحب نے ''اور کسی کو میرے سوا نہ مانیو'' اتنا بڑا جملہ غائب ہی کر دیا

حیرت کی بات نہیں ہے آگے تو پورا صفحہ ہی ھضم کر جائیں گے) غلام رسول اور وقار علی صاحبان نے اپنی جانب سے "معبود" کا لفظ بڑھا دیا۔ اب کوئی مانے تو کس کی مانے دہلوی صاحب کی مانیں تو "انبیاء اولیاء" سے ہاتھ دھونا پڑیں شاید اسی لئے غیر مقلد صاحب نے اپنی منوانے کے لئے پورا جملہ ہی غائب کر دیا کہ میری مان لو گے تو "انبیاء و اولیاء" کو ترک نہیں کرنا پڑے گا اور اس طرح جناب نے اپنے شہید صاحب کی مخالفت یہاں بھی کی اور ان کے علم کی قلعی خود ہی کھول دی۔ لیکن دوسرے دو صاحبان ہیں کہ وہ اپنے مجدد کی لاج رکھنے پر بضد ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ مجدد صاحب سے غلطی ہوئی تو کیا ہوا ہم ان کی غلطی پر پردہ ڈال دیتے ہیں، اور اسی چکر میں "معبود" کا اضافہ کر کے مجدد صاحب کی جان بچانے کی ناکام کوشش کی گئی مگر وہاں غیر مقلد صاحب نے تو شہید صاحب کی ساری عزت خاک میں ملا ہی ڈالی ہے اس کا کیا کیا جائے؟۔

عبارت نمبر ۹ :-

"یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈر کہ۔۔"

(اسعد بک ڈپو ص ۲۰)

تحریف ۲۲:-

"یعنی اللہ کے سوا کسی کو اپنا معبود نہ تسلیم کر اور اس بات کی۔۔۔۔"

(سعودی نسخہ ص ۴۸)

یہاں بھی غلام رسول و وقار علی صاحبان نے "معبود" کی آڑ لے کر اپنے مجدد صاحب کی گستاخی کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

عبارت نمبر ۱۰:-

"جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔"

(اسعد بک ڈپو ص ۲۰)

اس عبارت پر کسی قسم کا تبصرہ کرنا ضروری نہیں کیوں کہ ہر وہ مسلمان جس کے دل میں

ایمان کا ایک ذرہ بھی ہو گا وہ یقیناً کہہ اٹھے گا کہ اس عبارت میں مصنف نے انبیاء و اولیاء کی کھل کر توہین کی ہے اور غلام و بادشاہ کی آڑ لے کر ان مقدس ہستیوں کو ''چوہڑے چمار'' سے تشبیہ دی ہے۔

ہمارے کرم فرماؤں نے عبارت میں تبدیلی کرنے کی بجائے اپنی طرف سے عبارت ہی بڑھا دی، اور سوچا کہ اسی طرح اپنے شہید صاحب کی توہین آمیز عبارت کو گستاخی کے دائرے سے نکال باہر کریں لیکن جو بات کاتب تقدیر نے جس کے نصیب میں لکھ دی ہے اس کا مٹنا بڑا ہی مشکل ہوتا ہے۔

تحریف ۲۳:-

''جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا ہے تو وہ اپنے ہر کام کا تعلق اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے کبھی نہیں رکھتا، کسی چوہڑے چمار کا ذکر ہی کیا؟ تو کیا ہمارے لئے یہ اچھی بات ہے کہ ایک غلام تو اپنے مجازی بادشاہ کے لئے غیرت رکھے اور ہم اپنے حقیقی مولی کے لئے اس غلام سے کم غیرت رکھیں؟''

(سلفی نسخہ ص ۳۶)

''جیسے کوئی کسی بادشاہ کا غلام ہو گیا تو وہ اپنی ہر ضرورت اپنے بادشاہ ہی کے پاس لے جائے گا اسے دوسرے بادشاہوں سے کیا واسطہ کسی بھنگی چمار کا تو ذکر ہی کیا ہے اور یہاں تو کوئی دوسرا ہے ہی نہیں جو اللہ کے مقابلے کا ہو پھر دوسرے کے پاس ضرورت لے جانا نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔''

(سعودی نسخہ ص ۵۰)

غلام رسول و وقار علی صاحبان تو اپنے شہید صاحب سے بھی بڑھ گئے اور ''چوہڑے'' کو بدل کر ''بھنگی'' کر دیا اور اپنی دلی خباثت کا اظہار اس طرح کیا۔

واہ جناب یہ بھی خوب رہی جب جی چاہا پورے جملے گول کر گئے اور جب جی چاہا اپنی طرف سے جملے بڑھا دیئے، کیوں نہ ہو یہی سب تو آپ کے مسلک کا اصل روپ ہے۔

عبارت نمبر ۱۱:-

''اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب

چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجیے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی و نبی کو جن و فرشتے ۔۔۔۔۔"

(اسعد بک ڈپو ص ۲۱)

اہل دیوبند کے شہید صاحب نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر مسلمانوں کو مشرک قرار دینے کے لئے قرآنی آیت کا من گھڑت ترجمہ کیا اور پھر اپنے من کی بات اسی ترجمہ کی آڑ میں لکھ دی اور یہ بھی نہ دیکھا کہ اُن کا گستاخ قلم انبیاء و اولیاء سے بڑھ کے اب خود ذات باری پر حملہ کر رہا ہے۔ لکھا ہے کہ "اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجیے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے" اور یہ بات اللہ عزوجل کی مقدس ذات کی توہین ہے کیونکہ وہ مبارک ذات اس بات سے منزّہ ہے کہ جب چاہے تب غیب معلوم کرے۔ بلکہ وہاں تو یہ حال ہے کہ غیب کا علم ایک لحہ کے لئے بھی اس ذات سے جدا نہیں، بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ وہ اللہ ہو نہیں سکتا کہ جو جب چاہے تب غیب معلوم کرے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کچھ دیر کے لیے ہی سہی لیکن علم الغیب اس ذات سے الگ ہوا اور پھر جب اس نے کچھ غیب کی بات معلوم کرنا چاہی تب اسے معلوم ہوئی (معاذ اللہ) انبیا و اولیاء کی دشمنی نے اتنا اندھا کر دیا کہ اہلِ دیوبند کے مجدد صاحب کو اتنی بڑی غلطی نظر نہ آسکی یا شاید دانستہ یہ حرکت کی گئی ہو کہ جب ایک گستاخ فرقہ بنانا ہی ہے تو پھر اللہ عزوجل کو کیوں بخشا جائے۔۔۔۔

اب آیئے ہمارے کرم فرماؤں کی کوششوں کا بھی نظارہ کریں۔

تحریف ۲۴:۔

"اس طرح ظاہری چیزوں کا معلوم کرنا انسان کے اختیار میں ہے چاہے معلوم کرے یا نہ کرے۔ (نیا پیراگراف) اس کے برعکس غیب کا معلوم کرنا انسان کے اختیار سے باہر ہے اس کی کنجیاں حق تعالےٰ نے اپنے پاس رکھی ہیں۔ کسی بڑے سے بڑے انسان یا مقرب ترین فرشتے کو غیب کے معلوم کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا کہ جب چاہیں اپنی مرضی سے غیب معلوم کر لیں اور جب چاہیں نہ کریں۔۔۔۔۔"

(سعودی نسخہ ص ۵۳، ۵۲ تھانوی نسخہ ص ۲۹، ۳۰)

(وقار علی صاحب نے پیراگراف نہیں بدلا ہے۔)

"جس طرح ظاہری چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے کہ جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں اس کے برخلاف غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں نہیں کہ جب چاہیں دریافت کرلیں، یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے کسی نبی، ولی کو، جن وفرشتے کو۔۔۔۔۔"

(سلفی نسخہ ص ۳۹،۴۰)

دیکھا آپ نے اسے کہتے ہیں دیانتداری "اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجیے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے" کیا اس جملے کا آپ کو کہیں بھی نشان تک ملا ہے ہر ایک نے اسے بالکل بدل دیا یا پھر غائب ہی کر دیا اپنے شہید صاحب کی بات آئی تو بے دریغ کاٹ چھانٹ کی جا رہی ہیں۔ کوئی ہے کہ پورا پیراگراف ہی تبدیل کر رہا ہے تو کوئی جملے کو بدل کر کسی اور رُخ سے پیش کر رہا ہے صرف اس لئے کہ اپنے مجدد کی بات رہ جائے' چاہے اُس کے لئے کتنا ہی جھوٹ کا سہارا کیوں نہ لینا پڑے۔ کیا یہی ہے توحید کے ماننے والوں کا فرقہ؟ آپ خود اس کا جواب تلاش کیجئے۔۔

عبارت نمبر ۱۲:-

"چنانچہ حضرت کے وقت میں منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت کی اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا پر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر و غم میں رہے پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا۔"

(اسعد بک ڈپو ص ۲۲)

تحریف ۲۵:-

"عہدِ رسالت میں منافقوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزام لگایا اس سے آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ آپ نے کئی دنوں تک معاملہ کی کرید کی مگر کچھ بھی معلوم نہ ہوسکا۔ پھر جب حق تعالےٰ نے چاہا تو۔۔"

(سعودی نسخہ ص ۵۳ / تھانوی نسخہ ص ۳۰)

ان گھناؤنی عبارات کو نقل کرنا بھی ایک مومن کیلئے باعث نفرت ہے۔ لیکن نجدیوں کو ایسی ہی باتیں پسند آتی ہیں کہ جس میں خوب جی بھر کر انبیاء و اولیاء اور خصوصاً سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی گئی ہو۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ کس طرح مجدد صاحب نے رسولِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عام انسانوں کی طرح اپنی زوجہ پاک کے معاملے میں شک کرنے والا بتایا اور لکھ دیا کہ اس معاملے کی تحقیق کرنے پر بھی جب کچھ حقیقت نہ کھلی تو بڑے فکرمند اور غمزدہ رہے (معاذاللہ)۔ اس پر کرم یہ کیا کہ اصل عبارت سے ''اور بہت فکر و غم میں رہے'' یہ جملہ ہی غائب کر دیا گیا۔ اسے کہتے ہیں قلم کی صفائی۔ اس طرح رسول محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت ہوتی ہے تو ہو جائے لیکن اپنے شہید کی بات تو رہ جاتی ہے، ان پر تو کوئی اعتراض نہیں آتا۔ واہ رے وہابیت۔

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

عبارت نمبر ۱۳:-

''تو معلوم ہوا کہ علم غیب ان کے اختیار میں نہیں ان کی اٹکل کبھی درست ہوتی ہے کبھی غلط اور یہی حال ہے استخارہ اور کشف کا اور قرآن مجید کی فال کا۔۔۔''

(اسعد بک ڈپو ص ۲۲)

مصنف نے یہاں جن باتوں کی تردید کی ہے ان میں ''استخارہ'' کو بھی شامل کیا ہے' حالاں کہ ''استخارہ'' وہ مبارک عمل ہے کہ جس کی تعلیم خود سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو دی ہے اور جس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل رہا ہے۔ اب اسی علم کی تردید مجدد صاحب نے کی تو معتقدوں نے یہاں بھی اپنی وفاداری کا مظاہرہ کیا۔ کیسے ملاحظہ فرمائیے۔

تحریف ۲۶:-

''معلوم ہوا کہ علمِ غیب ان کے بس کی بات نہیں۔ اٹکل کبھی ٹھیک اور کبھی غلط بھی ہو جاتا ہے۔ کہانت، کشف اور قرآن پاک سے فال لینے کا بھی یہی

حال ہے۔۔''

(سعودی نسخہ ص ۵۴۔ تھانوی نسخہ ص ۳۰)

ہمارے کرم فرماؤں نے شاید عوام کو اندھا سمجھ رکھا ہے، جو چاہیں غائب کردیں جو چاہیں بڑھا دیں۔ یہاں بھی ''استخارہ'' کو غائب کر کے ''کہانت'' کو بڑھا دیا گیا۔ کیا ان کے نزدیک ''استخارہ'' اور ''کہانت'' ایک ہی چیز ہے۔ ہماری سمجھ میں تو یہ بات آتی ہے کہ اس طرح اپنے مجدد کو بچانے کی کوشش کی جارہی ہے، تاکہ جناب نے ''استخارہ'' جیسے مسنون علم کی تردید کر کے جو کمال کیا ہے اس کی پردہ پوشی ہو سکے۔

عبارت نمبر ۱۴:

''سو انھوں نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں اور غیب دانی اگر۔۔۔''

(اسعد بک ڈپو ص ۲۴)

مصنف نے یہاں بھی اپنے عناد کا اظہار کرتے ہوئے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو عام انسانوں کی صف میں لا کھڑا کیا اور یہ ثابت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ہماری ہی طرح بے بس ہیں اور کسی قسم کی کوئی قدرت نہیں رکھتے یہاں تک کہ خود اپنی ذات کو بھی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتے (معاذ اللہ)۔

ہر مسلمان یہ جانتا ہے کہ کوئی بندہ بھی جو بھی کام کرتا ہے وہ کام اللہ عزوجل کی مرضی اور اس کے اذن سے ہوتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اللہ عزوجل کی شان بیان کرنے کے لیے اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی جائے۔

مصنف نے تو اپنا کام کر لیا لیکن معتقدین سے اپنے مجدد کی یہ گستاخی بھی برداشت سے باہر تھی اس لئے یہاں بھی ہلکا سا ردّ و بدل کر کے اپنے مجدد کو بچایا جا رہا ہے۔۔

تحریف ۲۷ اور ۲۸:۔

''اللہ پاک نے آپ ہی سے فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اپنا حال بیان فرما دیں کہ مجھے نہ تو کچھ قدرت حاصل ہے اور نہ ہی غیب دان ہوں۔ میری

قدرت کا یہاں سے اندازہ لگاؤ کہ میں اپنی جان تک کے لئے نفع ونقصان کا مالک نہیں، تو دوسروں کو تو کیا بھلائی برائی پہنچا سکوں گا۔ اگر میں غیب دان ہوتا۔۔۔"

(سعودی نسخہ ص ۵۷ ، تھانوی نسخہ ص ۳۳)

کتنی چالاکی کے ساتھ "میری قدرت کا حال تو یہ ہے" بدل کر "میری قدرت کا یہاں سے اندازہ لگاؤ" کر دیا گیا، اور "دوسروں کو تو کیا بھلائی برائی پہنچا سکوں گا۔" اپنی طرف سے بڑھا کر "نفع ونقصان" کا معنی بدل دیا گیا۔ مجدد یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی کو نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتے اور معتقد یہ جتلا رہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی کو "بھلائی برائی" نہیں پہنچا سکتے۔ شاید اس طرح عبارت کے گستاخانہ تیور کو بدلا جا رہا ہے۔ لیکن ہمارے قارئین جانتے ہیں کہ ایک اُمتی کے لئے اپنے نبی کے بارے میں کیسا عقیدہ ہونا چاہیے۔ یہ نبی ہی تو ہیں کہ جنھوں نے ہمیں اپنا کلمہ دیا اور اس کلمہ کی وجہ سے ہمیں جہنم سے نجات ملی' اور اسی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے اللہ عزوجل نے ہمیں دونوں عالم میں سرخرو کیا۔ اب اس سے بڑی کیا بھلائی یا کونسا نفع ہو سکتا ہے۔ صحیح ہے ہر انسان دوسرے کو اپنے ہی حال پر تصور کرتا ہے، جن کو نبی سے نفع پہنچا وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو باذن الٰہی نفع ونقصان کا مالک سمجھتے ہیں اور جنھوں نے اسی پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخیاں کر کے اپنے آپ کو ان سے دور کر لیا تو وہ انھیں اپنی طرح بے بس اور نا کارہ سمجھتے ہیں (معاذ اللہ)۔۔۔

عبارت نمبر ۱۵:-

"اسی طرح یہ بڑے لوگ بھی جو بات عقل اور قرینہ سے کہتے ہیں سو اس میں بھی کبھی درست ہو جاتی ہے کبھی چوک ہاں مگر جو۔۔۔"

(اسعد بک ڈپو ص ۲۴)

"بڑے لوگ" سے مراد انبیاء واولیاء ہیں یہ آپ بخوبی جانتے ہیں اور ان کے علم کی نفی کرتے ہوئے مصنف نے اپنی عادت کے مطابق اپنے دل کی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے انھیں عقلی گھوڑے دوڑانے والے عام انسانوں کی طرح بتایا ہے اور یہ سمجھانے کی کوشش کی

ہے کہ ان کی بتائی ہوئی باتوں میں سے بھی کبھی کوئی بات صحیح ثابت ہوتی ہے اور کبھی غلط۔ یعنی کبھی کبھار ان کا اندھیرے میں تیر لگ جاتا ہے (معاذ اللہ) اس طرح انبیاء و اولیاء کی شان عام انسانوں کی نظروں میں گھٹانے کے اپنے مشن پر عمل کیا ہے۔ مصنف نے اپنا کام کیا تو غیر مقلد مختار صاحب کو بھی جوش چڑھا اور انھوں نے اپنے مجدد صاحب پر سے اس گناہ کے ٹوکرے کو اتارنے کے لئے پھر ایک بار اپنے قلم کا جادو چلایا۔۔۔

تحریف ۲۹:-

''جیسے سبھی لوگ کبھی کچھ عقل یا قرینہ سے کہہ دیتے ہیں وہ کبھی درست ہو جاتی ہے کبھی اس میں چوک ہو جاتی ہے۔ ہاں مگر جو اللہ۔۔۔''

(سلفی نسخہ ص ۴۶)

یہ ہے غیر مقلدیت کا نتیجہ کے اپنے مجدد کے بھی پیرو نہ رہے اور بے دھڑک ''اسی طرح یہ بڑے لوگ بھی'' کو غائب کر دیا گیا اور اس کی جگہ ''جیسے سبھی لوگ'' اپنی طرف سے داخل کر دیا گیا تا کہ اب کوئی اعتراض ہی نہ رہے اور ڈھٹائی کے ساتھ یہ کہا جا سکے کہ ہمارے مجدد نے تو عام لوگوں کے بارے میں لکھا تھا۔ حالانکہ اصل عبارت ہم پیش کر چکے ہیں جس میں کھلے لفظوں میں انبیاء و اولیاء کو گستاخی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

عبارت نمبر ۱۶:-

''اس واسطے کہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کوئی کہیں بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں۔''

(مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی ص ۳۳، مطبع ابراہیم واقع لکھنؤ ص ۲۵)

مصنف نے اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو بے بس و مجبور ثابت کرنے کے لیے خود اللہ عزوجل اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر افترا باندھا اور اس قسم کی گری ہوئی بات ان کی طرف منسوب کر کے اپنے دل کا ارمان پورا کیا ہے۔ عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے امتیوں کو قیامت کے دن کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے، بلکہ ان کا حال تو یہ ہے کہ انھیں خود اپنے انجام کا علم نہیں اور وہ اپنے ہی خاتمہ کی فکر میں

ہیں، جیسا کہ اس سے اوپر کی عبارات میں صاف طور پر یہی مفہوم لکھا ہوا ہے۔ (معاذ اللہ)

تحریف ۳۰ :-

"اس واسطے کہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کہیں بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں۔"

(اسعد بک ڈپو ص ۲۶)

اس عبارت میں لفظ "کوئی" کو غائب کر دیا گیا ہے تا کہ عبارت کا گستاخانہ انداز کسی حد تک کم ہو سکے۔

"کیونکہ میں آپ ہی خود ڈرتا ہوں اور اللہ کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہیں جانتا تو بھلا دوسروں کو کیا بچا سکوں۔"

(سلفی نسخہ ص ۵۰)

"کیونکہ میں تو خود ہی ڈرتا ہوں اور اللہ کے سوا کہیں پناہ گاہ نہیں دیکھتا۔ دوسروں کو کیا بچا سکوں گا"

(سعودی نسخہ ص ۶۳ ، تھانوی نسخہ ص ۳۷)

مندرجہ بالا دونوں عبارات میں صرف ایک لفظ "کو" حذف کر کے کس خوبصورتی کے ساتھ معنی تبدیل کیا گیا ہے۔ واقعی اہل دیوبند کو اس فن میں بہت مہارت حاصل ہے۔ پہلے معنی یہ تھا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہی بارے میں خدشہ تھا اور وہ آپ اپنے ہی بارے میں خوفزدہ رہتے تھے۔ جس کا اظہار" میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں" سے ہو رہا تھا اور اب "آپ ہی کو" بدل کر صرف "خود ڈرتا ہوں" کر دیا گیا اور اب معنی یہ ہو گئے کہ میں خود اللہ سے ڈرتا ہوں، اور اس میں کوئی قباحت بھی نہیں ہر کوئی اللہ سے ڈرتا ہے لیکن وہ پہلی عبارت جو تھی اور اس کے ذریعے جو معنی بتائے گئے تھے انھیں یہاں بالکل بدل کر رکھ دیا گیا ہے اس بدلی ہوئی عبارت میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ذات کے بارے میں کسی قسم کا اندیشہ ہوا ایسا ظاہر نہیں ہو رہا۔ اور یہی ہمارے کرم فرماؤں کا مقصد تھا۔ قارئین خود فیصلہ کریں کہ کیا ہمارا یہ الزام کسی قسم کی غلطی ہے یا ایک نہ جھٹلائی جانے والی حقیقت؟

عبارت نمبر ۱۷ :-

''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کرڈالے ۔۔۔''

(مطبع مرکنٹائیل پرنٹنگ دہلی ص ۳۵ ، مطبع ابراہیم واقع لکھنؤ ص ۲۷)

یہ ایک ایسی بدنام و گستاخ عبارت ہے کہ ہر مسلمان کو اس کی گستاخی کا تیور صاف طور پر نظر آ جاتا ہے، کیا یہ ممکن ہے کہ کروڑوں جناب رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں؟ اس کا جواب ایک ایمان والا امتی یقیناً نفی میں ہی دے گا کیونکہ ہر صحیح العقیدہ مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کا نبی بے مثل ہے کوئی ان کی طرح ہو ہی نہیں سکتا۔ اس مسئلہ کی تحقیقی بحث رسائل اعلیٰ حضرت میں دستیاب ہے۔ اور اسی موضوع پر مجاہد آزادی علامہ فضلِ حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''امتناع نظیر'' اور ''تحقیق الفتوی'' بہت ہی مفید ہیں ہر ایک سُنّی کو ان تصانیف کا مطالعہ کر کے اپنے عقیدہ و ایمان کی حفاظت کرنا چاہئے۔ اب اس عبارت کے بھی گستاخانہ تیور کو بدلنے کی کوشش کی جارہی ہے، ملاحظہ فرمایئے۔......

تحریف ۳۱ :-

''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے اگر چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کرڈالے ۔۔۔''

(اسعد بک ڈپو ص ۲۸)

''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو لفظ کن سے کروڑوں نبی، ولی، جن، فرشتے، جبرئیل اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ایک آن میں پیدا کردے۔''

(سعودی نسخہ ص ۶۷ ، تھانوی نسخہ ص ۳۹)

پہلے تو ہمیں بھی کوئی تبدیلی نظر نہ آئی لیکن جب اللہ عزوجل کی طرف سے مدد شامل حال ہوئی تو ''اگر'' کا لفظ بڑھا ہوا دکھائی دیا اور ساری بات سامنے آ گئی۔ معتقدین نے لفظ

"اگر" بڑھا کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ ان کے شہید صاحب کا کہنا یہ ہے کہ "اگر" اللہ چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ ایسا چاہے گا نہیں۔ اسعد بک ڈپو کے نسخہ کے مرتب نے اسی مفہوم کا طویل حاشیہ بھی لکھا ہے جو دل کے چور کی پردہ دری کر رہا ہے۔ اور مصنف کی اصل عبارت سے صاف پتہ چل رہا ہے کہ مصنف حتمی حکم لگا رہے ہیں اور اس طرح کئی آخری نبیوں کے ہونے کا دروازہ کھول رہے ہیں جو کہ خود ذاتِ باری پر صریح بہتان ہے۔ (معاذ اللہ) "اگر" کا لفظ بڑھا کر اہلِ دیوبند جو کام کرنا چاہتے تھے وہ اس تجزیہ سے صاف عیاں ہو گیا اور یقیناً قارئین بھی بخوبی ان کے اس مکارانہ رویہ پر مطلع ہو گئے ہوں گے۔

اللہ عزوجل ہم مسلمانوں کو صحیح عقائد پر قائم رکھے اور ایمان کے ساتھ موت عطا فرمائے۔ آمین

عبارت نمبر ۱۸:-

"اور کسی کو رسول کریم اور مکین اور روح القدس روح الامین فرمادے مگر پھر مالک مالک ہے اور غلام غلام کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلام کی حد سے نہیں بڑھ سکتا جیسا اس کی رحمت سے جھکتا ہے ویسا ہی اس کی ہیبت سے زہرہ پھٹتا ہے۔"

(اسعد بک ڈپو ص ۲۹)

اب تو مصنف کے دل کا غبار بالکل ہی باہر آنا چاہتا ہے، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ کس طرح رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کی جناب میں ایک عام بندے کی طرح پیش کیا جارہا ہے۔ اور "زہرہ پھٹتا ہے" جیسا عامیانہ لفظ ان مقدس ہستیوں کی شان میں استعمال کیا جارہا ہے۔ اور علت یہ بتائی جارہی ہے کہ ہم اللہ کی شان بیان کر رہے ہیں' سوال یہ اٹھتا ہے کہ اللہ کی شان بیان کرنے کے لیے کیا اس کے محبوبوں کی گستاخی اور توہین کرنا ضروری ہے؟ اگر ایسا ہے تو "تقویت الایمان" سے پہلے کوئی کتاب اس قدر شدید لب ولہجہ کو لے کر کیوں نہیں لکھی گئی؟ جواب یہ ہے کہ یہ اسلامی عقائد نہیں بلکہ مصنف کے بنائے ہوئے خود ساختہ عقائد ہیں۔ اور جن کو عام کرنے کے لیے انھوں نے اس کتاب میں مکمل زور لگا دیا اور نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ قوم مسلم کا شیرازہ بالکل ہی بکھر گیا اور مصنف کے خیال کے مطابق "آپس میں لڑنے بھڑنے" لگے اور اب تک وہی اختلافات جوں کے توں

موجود ہیں بلکہ اہل دیوبند نئے نئے روپ بدل کر انہیں گستاخانہ عقائد کو عوام تک پہنچانے کی جدوجہد میں لگاتار مصروف ہیں۔

تحریف ۳۲:-

”کسی کو رسولِ کریم ، مکین، روح القدس اور روح الامین کے معزز القاب سے نوازے مگر مالک ، مالک ہی ہے اور غلام، غلام ہی ہے۔ ہر ایک کا ایک مقام ہے جس سے آگے وہ نہیں بڑھ سکتا۔ غلام جس طرح اس کی رحمت سے متاثر ہو کر مسرت سے جھومتا ہے۔ اسی طرح اس کی ہیبت سے بھی اس کا پتہ پانی ہوتا ہے۔“

(سعودی نسخہ ص ۶۸ ، تھانوی نسخہ ص ۴۰)

یہاں ہمارے ممدوح کچھ اور تو نہیں کر سکے صرف ”زہرہ پھٹتا ہے“ کو بدل کر ”پتہ پانی ہوتا ہے“ کر دیا۔ چلئے آپ نے بھی مان تو لیا کہ آپ کے مجدد صاحب نے مقربین بارگاہ کی توہین کی تھی۔ ویسے آپ کا تبدیل کیا ہوا جملہ بھی اسی معیار کا ہے اور اس میں بھی ان مقربین کی توہین کا جذبہ چھپا ہوا ہے۔ ویسے آپ بھی کیا کریں آپ بھی تو اسی گستاخ فرقہ کے ایک فرد ہیں، تو کچھ تو اثر آپ میں بھی آنا ضروری ہے۔

عبارت نمبر ۱۸:-

”سو انہوں نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔“

(اسعد بک ڈپو ص ۳۲)

اسمٰعیل صاحب اپنے بغض کی آگ میں اس قدر جھلس رہے ہیں کہ انہیں یہ بھی خیال نہیں رہا کہ وہ کس کے بارے میں اور کیا لکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ عبارت سے صاف طور پر عیاں ہو رہا ہے، کیا بارگاہِ خداوندی میں ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہی شان ہے کہ وہ اپنی لختِ جگر جناب زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھی کسی کام نہ آسکیں؟

یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس کا جواب ہر ایمان والا نفی میں ہی دے گا اور پکار کر کہے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تو وہ شان ہے کہ آپ کے صدقہ میں ساری امت کی بخشش ہوگی۔ انشاء اللہ عزوجل۔

لیکن اس گستاخ فرقہ کا عقیدہ آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا آپ بھی اسی طرح کا عقیدہ رکھ کر اپنے آپ کو گستاخانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں شامل کرانا چاہتے ہیں؟

غیر مقلد مختار صاحب کو بھی شاید ایسی ہی کوئی بات نظر آئی اور اپنے مجدد کی عزت بچانے کے لیے ان کا قلم پھر سے کسمسایا اور عبارت کچھ یوں ہوگئی۔۔۔

تحریف ۳۳:۔

''آپ نے سب کو بلکہ اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے جو اپنے اختیار میں ہو۔ میرا مال ہے اس میں مجھ کو بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معیار میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔۔۔''

(سلفی نسخہ ص ۶۳)

کتنی کوشش کر کے ایک لفظ ملا جو غیر مقلد صاحب کی نظر میں ''معاملہ'' سے جدا تھا اس لئے ''معاملہ'' کو بدل کر ''معیار'' کر دیا۔ شاید یہ سوچ رہے تھے کہ اس طرح ان کے مجدد صاحب کی عزت پر آنچ نہ آسکے گی اور جو گستاخی کا داغ انہوں نے اپنے نامۂ اعمال میں لگا لیا تھا وہ مٹ جائیگا۔ لیکن یہ بھول گئے کہ اللہ عزوجل ہر دشمنِ رسول کا پردہ چاک کر کے ہی رہتا ہے۔ چاہے وہ کتنی ہی مکاریاں کیوں نہ کرلے۔

عبارت نمبر ۱۹:۔

''اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں سو ایسا شخص کہ اس کا نام محمد یا علی ہو اور اس کے اختیار میں عالم کے سب کاروبار ہوں ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں......''

(اسعد بک ڈپو ص ۳۵)

کیا اللہ عزوجل کی شان بیان کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اس کے محبوب کی توہین کی جائے اور اسے بے اختیار ثابت کیا جائے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار کے بارے میں کچھ لکھنا اپنے موضوع سے ہٹنا ہوگا اس لئے ہم اس طرف نہ جاتے ہوئے صرف اتنا کہیں گے کہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار وقدرت کو جاننے کے لئے علمائے اہلسنّت کی کتب کا مطالعہ کریں اور خصوصاً امام اہلسنّت اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے رسائل وفتاوٰی شریف کا مطالعہ اپنے لئے لابد جانیں کہ اسی میں ہمارے دین و ایمان کی بھلائی اور حفاظت ہے۔

اب آیئے اپنے اصل موضوع کی طرف اور اس عبارت کا بھی بدلا ہوا روپ ملاحظہ فرمایئے۔۔

تحریف ۳۴:۔

''سب کاموں کے مختار کا نام اللہ ہے اور جس کا نام محمد یا علی ہے اس کو کسی بات کا اختیار نہیں۔ اس قسم کے خیالات باندھنے کا اللہ پاک نے حکم نہیں دیا۔''

(سعودی نسخہ ص۸۳ ، تھانوی نسخہ ص۵۱)

ہماری سمجھ میں یہ نہیں آرہا کہ یہ وہی کتاب ہے یا کوئی اور کتاب لیکن کیا کریں مجبور ہیں کیوں کہ ہمارے سامنے اسی نام کے ساتھ کتاب موجود ہے اور اسی لئے ماننا ہی پڑتا ہے کہ یہ ایک ہی کتاب کے الگ الگ رنگ ہیں۔ کتنے پیارے انداز میں پوری عبارت کو بدل دیا گیا اور ساتھ ہی معنی بھی اپنے آپ تبدیل ہوگیا، مجدد نے ''کسی چیز کا مختار نہیں'' لکھا ہے اور یہ دونوں معتقد ''کسی بات کا اختیار نہیں'' سے جملہ تبدیل کررہے ہیں اب فیصلہ بھی یہی لوگ کردیں کہ ہم کس کی بات کو تسلیم کریں؟

عبارت نمبر ۲۰:۔

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک ہی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔۔''

(اسعد بک ڈپو ص ۳۷

تحریف ۳۲ :-

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا، سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔۔۔''

(ندوی نسخہ ص ۹۶)

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ہوا۔۔۔''

(سلفی نسخہ ص ۷۵)

'' معلوم ہوا کہ آخری زمانے میں پرانا شرک بھی پھیل جائے گا آج مسلمانوں میں پرانا اور نیا ہر قسم کا شرک موجود ہے آپ کی پیشن گوئی صادق آرہی ہے۔۔۔''

(سعودی نسخہ ص ۸۸)

'' معلوم ہوا کہ آخری زمانے میں پرانا شرک بھی پھیل جائے گا آج مسلمانوں میں پرانا اور نیا ہر قسم کا شرک موجود ہے آپ کی پیشن گوئی صادق آرہی ہے۔۔۔۔''

(تھانوی نسخہ ص ۵۴)

ان عبارات میں کی گئی قلم کی صفائی کو ہر کوئی آسانی سے پہچان سکتا ہے۔ جی ہاں، ''ہی'' کو بدل کر ''بھی'' لکھ دیا گیا ہے۔ مجدد صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ آخری زمانے میں مسلمان قدیم مشرکین کی ہی طرح شرک کرنے لگیں گے۔ اور معتقدین کا کہنا یہ ہے کہ نہیں پرانا ''ہی'' نہیں بلکہ نیا شرک ''بھی'' کریں گے۔

اب یہ تو یہ لوگ ہی جانیں کہ شرک کرنے کے باوجود مسلمان، مسلمان کیسے رہ سکتا ہے۔ یعنی جب شرک کیا تو اسلام سے خارج ہو گیا پھر مسلمان کہاں رہا؟ اور شرک بھی کیسا جو دو طرح کا ہے پرانا بھی اور نیا بھی۔

عبارت نمبر ۲۱ :-

'' سو یہ بات سن کر پیغمبر خدا بہت خوف اور دہشت میں آگئے اور اللہ کی

بڑائی اُن کے منہ سے نکلنے لگی ۔۔۔''

(اسعد بک ڈپو ص ۴۳)

ذرا محسوس کیجئے کہ کس طرح اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ گھٹایا جارہا ہے اور امتیوں کو یہ سکھایا جارہا ہے کہ ان کے نبی کا اللہ کی بارگاہ میں کوئی مقام نہیں بلکہ وہ بھی عام لوگوں کی ہی طرح اللہ عزوجل سے دہشت زدہ رہتے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارے کرم فرماؤں نے اس عبارت کو بھی نہیں بخشا اور اس میں بھی اپنی من مانی تحریفیں کرڈالیں ؟

تحریف ۳۵ :۔

''یہ بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رعب اور خوف سے کانپنے لگے اور آپ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے کلمات آگئے''۔

(سعودی نسخہ ص ۱۰۶)

''یہ بات سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دہشت میں آگئے اور اللہ کی بڑائی آپ کے منہ سے نکلنے لگی''

(سلفی نسخہ ص ۹۲)

''یہ بات سن کر آپ خدا کے رعب اور خوف سے کانپنے لگے اور آپ کی زبان پر خدا کی بڑائی کے کلمات آگئے ۔۔''

(تھانوی نسخہ ص ۲۶)

دیکھا آپ نے قلم کی صفائی کا دلکش نظارہ۔ پوری عبارت کو بدل کر رکھ دیا گیا اور ان حضرات کے ماتھے پر شکن تک نہ آئی، کسی نے ''بہت خوف'' کو حذف کردیا تو کسی نے اپنی جانب سے ''خدا کے رعب اور خوف سے کانپنے لگے'' بڑھادیا۔ اسے کہتے ہیں اپنے مجدد کی پیروی کہ چاہے رسول کی عزت جاتی ہو جائے لیکن ہمارے مجدد وشہید کی بات رہ جائے۔ اور پھر بھی یہ حضرات اپنے آپ کو کسی کا مقلد نہیں مانتے۔

عبارت نمبر ۲۲ :۔

''یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی

کب ہوگی یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات میں کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے یا فلانی بات میں اللہ و رسول کا یوں حکم ہے کیونکہ دین کی سب باتیں۔۔۔"

(اسعد بک ڈپو ص ۴۷)

"رسول کو کیا خبر" اس جملے کو پڑھ کر کیا آپ کا لہو جوش نہیں مارتا ؟ یقیناً ہر صاحب ایمان کا خون کھول اٹھتا ہے اور دل یہ پکار اٹھتا ہے کہ یقیناً یہ جملہ کسی گستاخ کے ہی قلم سے نکلا ہوگا۔ مصنف تو اپنے انجام کو پہنچے لیکن معتقدوں کو چین نہیں آ رہا تھا اس لئے اپنے شہید کو بچانے کے لیے یہاں بھی اپنا کام کیا گیا اور حد سے بڑھ کر کیا گیا شاید یہ سوچ کر کہ کسی کو پتہ نہیں چل سکے گا، لیکن اللہ عزوجل اپنے نبی کے دشمنوں کا پردہ جلد یا بدیر ضرور فاش کرتا ہے۔

تحریف ۳۶ :-

"یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلاں کے دل میں کیا ہے یا فلاں کی شادی کب ہوگی؟ یا فلاں درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے ستارے ہیں؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ اور رسول ہی جانیں، یا فلاں بات میں اللہ و رسول کا یوں حکم ہے، کیوں کہ دین کی۔۔۔"

(سلفی نسخہ ص ۹۶)

"یا اگر کوئی شخص پوچھے کہ فلاں کے دل میں کیا ہے۔ یا فلاں کی شادی کب ہوگی یا فلاں درخت پر کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یوں نہ کہے کہ اللہ اور رسول ہی جانیں کیونکہ غیب کی بات کی اللہ ہی کو خبر ہے۔ رسول کو خبر نہیں۔ اگر دینی باتوں میں یوں کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔۔۔۔"

(سعودی نسخہ ص ۱۱۰، تھانوی نسخہ ص ۶۹)

غیر مقلد مختار صاحب نے تو بیچ سے " کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا

خبر اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات میں کہے کہ اللہ ورسول ہی جانے'' یہ پورا حصہ ہی غائب کر دیا اور پھر بھی جناب بڑے دیانتدار مشہور ہیں۔ اور اس دو کی جوڑی نے ''رسول کو کیا خبر'' کو بدل کر'' رسول کو خبر نہیں'' کر دیا تاکہ مجدد کے گستاخ قلم کے تیور کو کچھ ہلکا کیا جاسکے، لیکن ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا اس طرح کی تبدیلی کر دینے سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کا جرم ان کے سر سے اتر جائے گا؟ کیا آپ انھیں معاف کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے؟ کیا آپ کا ضمیر انہیں مسلمان ماننے کو تیار ہو جائیگا؟ جواب آپ کو دینا ہے۔۔۔

عبارت نمبر ۲۳ :-

''یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔۔''

(اسعد بک ڈپو ص ۴۹)

''تقویت الایمان'' کی گستاخانہ عبارات میں سے یہ بھی ایک ایسی عبارت ہے جس نے سارے عالم کے مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور مسلمان تڑپ اٹھے۔ یہ جملہ کس ذات اقدس کے بارے میں لکھا گیا ہے؟ یقیناً آپ یہ جان کر حیران ہو جائیں گے کہ یہ ناپاک جملہ اللہ کے نور، شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ اور آڑ لی گئی ہے حدیث مبارکہ کی حالاں کہ جو حدیث درج کی گئی ہے اس میں دور دور تک اس معنی کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ بس اپنے دل کی نفرت اور رسول دشمنی کو کسی طرح عوام میں پھیلانا تھا اس لئے ان ناپاک لفظوں کو رسول کی شان میں استعمال کیا گیا۔ اور مسلمانوں کو یہ تأثر دیا گیا کہ رسول بھی عام انسانوں کی طرح مر کر اپنی قبر کی مٹی میں مل گئے۔ (معاذ اللہ) اس لیے اب ان سے کسی قسم کے نفع کی توقع رکھنا باطل ہے۔ اور یہی دیوبند کا اصل مذہب ہے جو وہ اہل سنت میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ مولیٰ عزوجل مسلمانوں کو ان کفری عقائد سے محفوظ رکھے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے آمین۔

اس عبارت کو لے کر بھی عامۃ المسلمین اور علمائے کرام نے اہل دیوبند کا خوب محاسبہ کیا۔ لیکن اس گستاخ فرقے کے ذمہ داروں پر کوئی اثر نہ ہوا اور کیوں ہوتا کہ یہی تو ان کا مقصد تھا کہ مسلمانوں کے درمیان انتشار پیدا کیا جائے اور اپنے آقاؤں کو خوش کیا جائے۔ لیکن اب ان کی نئی کھیپ نے ان عبارات کے رنگ بدلنے کی جو مہم چلائی ہے اس کے تحت

اس عبارت کو بھی ایک نیا رنگ دیا گیا ہے۔ اس رنگ کو دیکھ کر ہماری طرح آپ بھی یقیناً دنگ رہ جائیں گے اور یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ یہ وہی کتاب ہے یا کوئی اور کتاب کا جملہ یہاں نقل کر دیا گیا۔ لیکن یقین مانئے یہ اسی کتاب کا جملہ ہے اور اسی نام سے شائع بھی ہوا ہے۔

تحریف ۳۷:۔

"یعنی ایک نہ ایک دن میں بھی فوت ہو کر آغوش لحد میں جا سوؤنگا۔۔۔"

(سعودی نسخہ ص ۱۱۵، تھانوی نسخہ ص ۷۲)

ہو گئے نا آپ بھی دنگ ،اس قدر گھناؤنے اور گرے ہوئے جملے کو کتنے خوبصورت رنگ میں رنگ دیا گیا ہے۔ انھیں اس بات کی تو فکر تھی کہ اس جملہ کی وجہ سے ان کے شہید صاحب کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نفرت ظاہر ہو رہی تھی اور مسلمان ان کے دام تزویر میں نہیں پھنس رہے تھے اور ان کے شہید صاحب کو اور خود انھیں مسلمانوں کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دینا بھاری پڑ رہا تھا اس لئے انھوں نے عبارت کو ہی بدل دیا تا کہ اس بدلی ہوئی عبارت کے ذریعے اپنے شہید صاحب کی اور خود اپنی گردن بچائی جاسکے۔ دیکھا آپ نے کہ اس فرقے کو اپنی اور اپنے پیشواؤں کی عزت تو پیاری ہے لیکن اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا انھیں کوئی خیال نہیں عبارت کو بدل کر اپنے پیشوا کی عزت تو بچائی جارہی ہے لیکن عبارت کی وجہ سے ہونے والی گستاخی سے توبہ کرنے کی کسی کو توفیق نہیں ہو رہی۔ اور یہی تحریف شدہ نسخہ حج کے موقع پر حاجیوں کے درمیان مفت تقسیم کیا گیا۔

ابھی آپ نے دیکھا ہی کیا ہے۔ آگے تو آپ کی حیرت کا اور سامان موجود ہے۔......

عبارت نمبر ۲۴:۔

"بلکہ ہر ملا مشائخ کی جناب میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں، اللہ ہدایت کرے۔

اخرج ابو داود عن مطرف بن عبداللہ بن الشحیر قال انطلقت فی وفد بنی عامر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا انت سید نا فقال السید اللہ فقلنا و افضلنا فضلا و اعظمنا طولا فقال قولو

قولکم او بعض قولکم ولا یستجرینکم الشیطٰن.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب المفاجرۃ میں لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ مطرف نے نقل کیا کہ آیا میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا ہم نے کہ تم سردار ہو ہمارے سو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہے پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہمارے ہو بزرگی میں اور بڑے سخی ہو۔ سو فرمایا کہ خیر اس طرح کا کلام کہو یا اس سے بھی تھوڑا کلام کرو اور تم کو کہیں بے ادب نہ کردے شیطان۔

ف: یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو ان میں بھی اختصار کرو اور اس میدان میں منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہ کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہو جائے۔ اب سنا چاہیئے کہ سردار لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے ان معنوں کر اس کے سوا کوئی سردار نہیں اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اوّل اس پر آوے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اوّل اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں سو اس طرح ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور اللہ کی راہ سیکھنے میں سب ان کے محتاج، اس معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیئے اور ان پہلے معنوں سے ایک چیونٹی کا بھی سردار ان کو نہ جانے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں کر سکتے۔

اخرج الشیخان عن عائشۃ انھا اشترت ......"

(اسعد بک ڈپو ص ۵۱)

اتنی طویل عبارت میں رسول محتشم کی گستاخیوں کے انبار لگے ہوئے ہیں جنھیں قارئین بآسانی تلاش سکتے ہیں۔ ہمارا جو مقصد اتنی طویل عبارت کو نقل کرنے میں ہے وہ یہ کہ غیر مقلد مختار صاحب نے اب تو حد ہی کر دی ہے آپ نے سوچا کہ اتنی ساری گستاخیوں کا دفع کرتے اور جواب دیتے دیتے تو ہماری عمر ہی نکل جائے گی اس لئے اپنے مجدد کو صحیح ثابت کرنے اور تمام قسم کے اعتراضات سے بچنے کا جناب نے نیا طریقہ نکالا اور وہ یہ کہ اس پورے صفحہ کو ہی اپنے نسخہ سے غائب کر دیا۔ ہم نے کئی مرتبہ تلاش کیا، سوچا کہ ہم سے ہی کوئی غلطی ہو رہی ہوگی لیکن تلاشِ بسیار کے باوجود ہم اس صفحہ کو سلفی نسخہ میں نہ پا سکے۔ آیئے آپ بھی اس شارٹ کٹ کا نظارہ کر لیجئے۔۔

تحریف ۳۸:-

"بلکہ ہر ملا اور مشائخ کی جناب میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت کرے۔ (شارٹ کٹ پورا صفحہ غائب اور فوراً دوسری حدیث)

اخرج البخاری عن عائشۃ انھا اشترت . . ."

(سلفی نسخہ ص ۱۰۳)

کیا اس سے بڑھ کر انصاف کا خون کیا جا سکتا ہے؟ اگر آپ کا جواب نفی میں ہے تو آپ کو مبارک ہو کہ آپ کے دل میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت موجود ہے۔ کیا یہی ہے حق والوں کا مذہب کہ کتاب سے پورا ایک صفحہ ہی غائب کر دیا جائے، صرف اس لئے کہ اپنے پیشوا کی عزت نہ گھٹے۔ کیا یہی ہے تمھاری جھوٹی اور بناوٹی توحید؟ مسلمانو! فیصلہ کرو اور اس ناپاک فرقے سے اپنے تعلق کو توڑ دو۔

ان چوبیس عبارات پر ہم اپنی اس حقیری کوشش کو ختم کرتے ہیں، اس امید کے ساتھ کہ شاید میری ان نشاندہیوں سے کسی بجھے ہوئے چراغ میں پھر سے ایمان کی لو جگمگا اٹھے اور وہ اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو پہچان سکے اور ان سے سوال کر سکے کہ۔۔

اگر "تقویت الایمان" کی عبارات گستاخانہ ہیں تو اس کا اعلان کئے بغیر انھیں تبدیل

کرنے کا حق تمہیں کس نے دیا؟
اگر تمھارا مسلک صحیح ہے تو پھر تم نے اپنے مسلک کے مجدد کے خلاف قلم کیوں اٹھایا؟
اگر ''تقویت الایمان'' کی عبارات صحیح ہیں تو تم نے انھیں تبدیل کیوں کیا؟
اور اگر عبارات گستاخانہ ہیں تو ان کا جواب دینے کی بجائے تم نے اس طرح مکر و فریب سے کام لے کر بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کیوں کیا؟
اے کاش! کہ کوئی ایک رسول کا چاہنے والا اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی خاطر ان گستاخانِ رسول سے ان سوالوں کا جواب طلب کر سکے۔

ہمیں پورا یقین ہے کہ اس گستاخ فرقہ کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں۔ انھوں نے ان عبارات کو تبدیل کر کے ثابت کر دیا ہے کہ یہ عبارات گستاخانہ ہیں اور ان کے مجدد نے اس سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے، اب ہم آخر میں علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب کا قائم کیا ہوا سوال اُن سے کرتے ہیں اگر یہ سچے اور صحیح ہیں تو ان سوالات کا جواب دیں یا پھر جیسا کہ علامہ نے فرمایا ہے اپنے مجدد کو گستاخِ رسول تسلیم کر لیں۔

مخالفین جواب دیں:

''لاہور مجلس صیانۃ المسلمین کے نام سے قائم ہونے والے ایک ادارے نے اب خیانت کے لئے اچانک یہ چال چلی ہے کہ علمائے دیوبند کی ان کفریہ عبارات کو ازخود بدلنا شروع کر دیا ہے۔ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ اس ادارے سے وابستہ دیوبندی وہابی علماء کے نزدیک پرانی اصل عبارتیں یقیناً کفریہ ہیں ورنہ بدلنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اگر واقعی موجودہ دیوبندی وہابی علماء اپنے بڑوں کی ان عبارات کو کفریہ اور غلط یا معترضہ مانتے ہیں تو صاف اقرار کیوں نہیں کر لیتے؟ کیا کسی کا کفر جانتے بوجھتے ہوئے چھپانا خود کفر میں مبتلا ہونا نہیں ہے؟''

(دیوبند سے بریلی ص ۴۳)

برائے مہربانی اہل دیوبند ان تمام سوالات کے شافی جواب عنایت فرمائیں اور امت کے درمیان سے اختلافات کو ختم کرنے میں ہمارا ساتھ دیں۔

آخر میں ہم ہر سنجیدہ مزاج قاری کو دعوت دیتے ہیں کہ اگر انھیں ہماری اس کوشش

سے کسی قسم کا فائدہ پہنچا ہو تو وہ اپنے گرد و پیش میں اس کتاب کو پھیلائے تا کہ ہر مسلمان اپنے ایمان کی حفاظت کر سکے اور اگر ہماری اس تحریر میں کوئی خامی نظر آئی ہو تو بلا جھجک ہم سے رابطہ قائم کریں۔ انشاء اللہ عزوجل اگر صحیح مشورہ ہوگا تو ضرور قبول کیا جائیگا۔ ہمارے اپنے لوگوں سے ہماری التجا ہے کہ مجھ جیسے کم علم سے کسی قسم کی ادبی خوبیوں کی توقع نہ رکھیں بلا وجہ کی تنقیدات سے اپنا اور ہمارا وقت خراب نہ کریں بلکہ مفید مشوروں کے ذریعے آئندہ کام کرنے کا حوصلہ بڑھائیں اور رہنمائی فرمائیں۔

والسلام مع الاکرام



TAQWIATUL IMAN MAIN TAHRIF KYAN



AL-DARUS SUNNIYA

NAGPADA, MUMBAI-N,3